﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 23رستمبر2005ء | 19رشعبان1426ہجری قمری ۞ 23رتبوک 1384 ہجری شمسی | شمارہ 38

کِبر کی برائی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! مَیں سستی اور کبر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اے اللہ! مَیں آگ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شرما عمل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے۔تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے۔اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔

تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔

’’مَیں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے۔ وہ اصلی پھل جو شیریں ہوتا اور لذّت بخشتا ہے نہیں آیا، جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتّے نکلتے ہیں، پھر اس کو پھل لگتا ہے جو سنیر و پھل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے۔ پھر ایک اور پھل آتا ہے اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں۔

اسی طرح سے مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے اور پتّے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں۔ ابھی تو سبزہ ہی نکلا ہے جس کو ایک کتّا بھی پامال کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے؟ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس پہلو میں مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آئی تھیں اور صحابہ ؓ کی یہ حالت تھی کہ ایسے وقتوں پر بعض ان میں سے سارا ہی مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتے اور بعض نے آدھا دے دیا اور اس طرح جہاں تک کسی سے ہو سکتا فرق نہ کرتا۔

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے اور جنہیں نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہیں ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ ان پر ظاہر نہیں ہوا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپیہ دے دیتے ہیں اور بعض اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے کہ بعض عورتوں نے دس دس لاکھ کی وصیت کر دی ہے۔ پھر مسلمانوں کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دُور کر دے اور اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور مر کر اس کے حضور ہی جانا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہیں دنوں میں ہم میں سے یہاں کون ہوگا اور کون آگے چلا جائے گا۔ جبکہ یہ حالت ہے اور یقینی امر ہے پھر کس قدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی میں قدرت اور طاقت رکھتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کریں۔

اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصّہ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اُس نے تمہیں موقعہ دیا ہے۔ یہ زندگی جس پر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اِسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کی تیاری بھی یہاں ہی ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ616-615 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

عبادت کے مختلف ارکان

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’عبادت کسے کہتے ہیں۔ لوگوں کو اس کے معنے نہیں آتے۔ بعض اس کے معنے بندگی کرنے کے کرتے ہیں اور بعض پرستش اور پُوجا کے کرتے ہیں۔ اس کے کئی ارکان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے نظیر تعظیم۔ جیسی اُس کی تعظیم کرے اور کسی کی نہ کرے۔ مثلاً ہاتھ باندھنے، اس کے آگے جھکنا (رکوع)، اس کے آگے سجدہ میں گر جانا، حج کرنا، روزے رکھنا، اپنے مال میں سے ایک حصہ اس کے لئے مقرر کر دینا، اٹھنے بیٹھنے میں اس کا نام لینا۔ آپس میں ملتے وقت اس کا نام لینا جیسے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اس کی تعظیم میں قطعاً دوسرے کو شریک نہ کریں۔

دوسرا رکن۔ اس کی محبت کے مقابلہ میں کسی دوسرے سے محبت نہ کرنا۔

تیسرا رکن۔ اپنی نیازمندی اور عجز وانکساری کامل طور پر اس کے آگے ظاہر کرے۔

چوتھا رکن۔ یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری میں کمال کر دے۔ ماں باپ، محسن و مربی، بھائی بہن، رسم ورواج اس کے مقابلہ میں کچھ نہ ہوں۔ ﴿لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾۔ ﴿لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰه﴾۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ بعض روپیہ سے محبت کرتے ہیں۔ جو لوگ چوری، جھوٹ، دغا سے کماتے ہیں وہ اللہ سے نہیں بلکہ روپیہ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اگر اس کے دل میں خدا کی محبت ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتا۔

اس سے اتر کر ماں باپ کے ساتھ احسان ہے۔ بڑے ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ افلاطون نے غلطی کھائی ہے۔ وہ کہتا ہے ’’ہماری روح جو اوپر اور منزّہ تھی ہمارے باپ اسے نیچے گرا کر لے آئے‘‘۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کیا سمجھتا ہے کہ روح کیا ہے۔ نبیوں نے بتلایا ہے کہ یہاں ہی باپ نطفہ تیار کرتا ہے پھر ماں اس نطفہ کو لیتی ہے اور بڑی مصیبتوں سے اسے پالتی ہے۔ نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے۔ بڑی مشقت سے۔ ﴿حَمَلَتْهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾ (احقاف:16) اسے مشقت سے اٹھائے رکھتی ہے اور مشقت سے جنتی ہے۔ اس کے بعد وہ دو سال یا کم از کم پونے دو سال اسے بڑی تکلیف سے رکھتی ہے اور اسے پالتی ہے۔ رات کو اگر وہ پیشاب کر دے تو بستر کی گیلی طرف اپنے نیچے کر دیتی ہے اور خشک طرف بچے کو کر دیتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ (یہ بھی مَیں نے اپنے ملک کی زبان کے مطابق کہہ دیا ورنہ باپ کا حق اوّل ہے اس لئے باپ ماں کہنا چاہئے) سے بہت ہی نیک سلوک کرے۔ تم میں سے جس کے ماں باپ زندہ ہیں وہ ان کی خدمت کرے اور جس کا ایک یا دونوں وفات پا گئے ہیں وہ ان کے لئے دعا کرے، صدقہ دے اور خیرات کرے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مُردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں، ان کو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا، استغفار، صدقہ وخیرات بلکہ حج، زکوٰۃ، روزے یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے۔

ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی۔ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اب اگر مَیں صدقہ کروں تو کیا اُسے ثواب ملے گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو اُس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دیا۔

میری والدہ کی وفات کی تار جب مجھے ملی تو اس وقت مَیں بخاری پڑھا رہا تھا۔ وہ بخاری بڑی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ مَیں نے اُس وقت کہا اے اللہ! میرا باغ تو یہی ہے تو پھر مَیں نے وہ بخاری وقف کر دی‘‘۔

(حقائق الفرقان۔ جلد اوّل صفحہ183-184)

اداریہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

ستمبر کا مہینہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ستمبر 1974ء میں پاکستان میں جماعت کے خلاف ایک ایسا طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ شرپسندوں نے غریب احمدیوں کی عمر بھر کی کمائی کو لوٹ کر ان کے گھروں کو نذر آتش کر دیا اور بعض جگہ تو تباہی و بربادی کے اس طرح کے روح فرسا واقعات کو کافی نہ سمجھتے ہوئے قتل وخونریزی بھی کی گئی اور اس میں بہیمیت کا یہ حال تھا کہ جب کسی قریب المرگ مقتول کے منہ میں پانی ٹپکانے کی ضرورت تھی تو اس میں پانی کی بجائے ریت ٹھونسی گئی اور اس طرح کوشش کی گئی کہ ذکر الٰہی اور کلمہ طیبہ سے تر زبان کو جلد خاموش اور خشک کر دیا جائے۔ جہاں تک جماعت پر مظالم کا تعلق ہے تو یہ جماعت کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ ان مظالم سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی کبھی پاکستان میں، کبھی بنگلہ دیش میں، کبھی انڈونیشیا میں اور کبھی دنیا کے کسی اور حصہ میں یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔اور احمدیوں کو 'مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی' کے مطابق خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیاں پیش کرنے کی سعادت ملتی رہتی ہے۔

جیسا کہ احباب جماعت اور تاریخ مذاہب سے واقفیت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ 1934ء میں قادیان میں ایک بہت بڑے پیمانے پر مخالفین نے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا اور اس جگہ پر تعلّی بھی کی گئی کہ ہم نے احمدیت کو ختم کر دیا ہے اور احمدیت کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔بعض ائمہ کفر کو'فاتح قادیان' کے لقب سے یاد کر کے مخالف لوگ خوش بھی ہوتے ہیں۔مگر اُن کا حق وصداقت سے حسد کی آگ میں جلنا اور مخالفت کا ختم نہ ہونا بتاتا ہے کہ وہ اپنے دعاوی میں جھوٹے تھے اور انہیں خوب پتہ تھا کہ وہ غلط بات کر رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ 1953ء میں بھی مخالفت کی آگ پھر سے بھڑکائی گئی اور یہ تکفیر بازی اور مخالفت اتنی گہری سازش کا نتیجہ تھی کہ خود ائمہ تکفیر کے خیال میں اس کے بعد احمدیت صفحۂ ہستی سے ختم ہو جاتی۔مگر دنیا جانتی ہے اور ''تحقیقاتی عدالت'' کی رپورٹ نے بھی یہی بتایا ہے کہ سیاسی میدان میں مات کھا جانے والے اور پاکستان کی مخالفت کرنے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے نام پر ایک چور دروازے سے سیاست میں داخل ہونے اور اپنی دکان چمکانے کے لئے یہ دھندا شروع کیا تھا۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف قائم رہی بلکہ پاکستان اور بیرون پاکستان میں جماعت کی ترقی میں پہلے سے کئی گنا اضافہ ہو گیا۔

1974ء میں بھی جماعت کے خلاف بہت منظّم طریق پر پاکستان میں مذہبی اداروں نے سیاسی لیڈروں کو ساتھ ملاتے ہوئے پاکستان کی پارلیمنٹ سے ایسا قانون منظور کروایا جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر یہ سمجھا گیا کہ اب ان کی ترقی کے تمام راستے مسدود ہو گئے ہیں اور مخالف جو مذہبی میدان میں پوری طرح شکست سے دوچار ہو چکے تھے اس غیر مذہبی طریق پر چلتے ہوئے اپنی خفت وشرمندگی کو چھپا سکیں گے۔مگر یہ عجیب بات ہے کہ ان کی اس حرکت سے جماعت کو اپنی صداقت کی ایک نہایت واضح دلیل مل گئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں اختلاف امت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے۔جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی اپنے ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امّت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟۔تو حضورؐ نے فرمایا وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔

جماعت کے خلاف اسمبلی میں جو قرارداد پیش کی گئی اور جسے غلط اور ناجائز طریق اختیار کرتے ہوئے سراسر تحکم سے منظور کروایا گیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہتّر فرقوں نے یکجا ہو کر جس ایک فرقہ کو الگ کر کے اسے تہتّرواں فرقہ قرار دیا وہ جماعت احمدیہ تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق یہی جماعت ناجی ہے اور باقی بہتّر فرقوں نے خود اپنے ہاتھ سے ایک ایسے فیصلہ کی تصدیق کی جس کے مطابق وہ دوزخی قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور فیصلہ کے خلاف کسی بھی فیصلہ کی کوئی حیثیت نہیں۔چنانچہ ان بہتّر کی حالت موجودہ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ وہ کیسی کیسی آگوں میں جل رہے ہیں اور امن اور سلامتی ان کے گھروں کو چھوڑ چکے ہیں۔نہ صرف ان کے گھر بلکہ ان کی عبادتگاہوں بھی ان آگوں کا نشانہ بن چکی ہیں۔دیکھو انہیں جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

(عبدالباسط شاہد)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 28رفروری 2003ء کو''مریم شادی فنڈ'' کی تحریک فرمائی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کے تحت اب تک کئی بے سہارا، مستحق اور یتیم بچیوں کی باعزت طور پر شادیاں کروائی جا چکی ہیں اور اس فنڈ سے بہت خرچ ہو رہا ہے۔

ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہوئی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

نعت

ہے آپؐ کا وجود ہی آئینۂ صفات
لا ریب آپؐ باعثِ تخلیقِ کائنات

سب آپؐ ہی کا حسن ہے اے کائناتِ حسن
سب آپؐ ہی سے حُسن ہے اے حُسنِ کائنات

اتباع میں آپؐ کی ہمیں حُبِّ خدا ملے
وہ دن ہو جس کے بعد نہ آئے سیاہ رات

اب آپؐ ہی کے سایۂ رحمت میں ہے سکوں
جس کے شفیع آپؐ ہوں اُس کی بنے گی بات

اک ذرّہ کیسے سوچے سراجِ منیر کو
اُس شان و مرتبہ کو نہ پہنچیں تصورات

اے کاش میرا ہاتھ رہے اُس کے ہاتھ میں
وہ ہاتھ جس پہ رہتا ہے قادر خدا کا ہاتھ

(امۃ الباری ناصر)

غزل

(لندن میں ۷رجولائی ۲۰۰۵ء کے بم دھماکوں پر)

شہرِ صد رنگ ، لہو رنگ اگر ہونے لگا
جانیے جو بھی اِدھر تھا ، وہ اُدھر ہونے لگا

میں نے بس دُور کھڑے قتل کا منظر دیکھا
پھر بھی اُس خون سے دامن مرا تَر ہونے لگا

ہر نئی رات ، نئے وہم ، نئے اندیشے
اک نئے خوف میں ہر روز بسر ہونے لگا

یوں لگا شہر پہ اک آگ کی بارش برسی
دل کے حالات کا موسم پہ اثر ہونے لگا

اس دھماکے سے پرندوں کو تو اڑنا ہوگا
سوچنا یہ ہے کہ کس سَمت سفر ہونے لگا

شہر آشوب نہ پہلے کبھی لکھا ہم نے
آج بیدار یہ خوابیدہ ہنر ہونے لگا

(آصف محمود باسط)

آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ کو احمدی گھرانے میں پیدا فرمایا

اعلیٰ معیار نہ صرف اپنے اندر قائم کرنے ہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی رائج کرنے ہیں۔ اور جب یہ معیار قائم ہو جائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے اس کے بدلے میں تمہارے لئے بخشش کا سامان تیار کیا ہے۔

پردہ کے متعلق اسلامی تعلیم قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 3؍جولائی 2004ء کو جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر مستورات سے خطاب۔

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾۔

(سورۃ الأحزاب آیت 36)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کئے ہیں۔

احمدی عورت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اُسے اِس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی۔ آپ جو اِس وقت یہاں میرے سامنے بیٹھی ہیں آپ میں سے بہت بڑی اکثریت ہے جنہوں نے احمدی ماں باپ کے گھر میں جنم لیا، احمدی ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوئیں۔ اس پر بھی آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ کو احمدی گھرانے میں پیدا فرمایا اور ایک بہت بڑے ابتلاء سے بچا لیا۔ کیا پتہ آپ میں سے کتنی اگر احمدی گھر میں پیدا نہ ہوئی ہوتیں تو ان برکات سے فائدہ بھی اٹھا سکتیں یا نہیں جو اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس اگر انسان غور کرے تو اس کا رُواں رُواں اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر شکر کرنے لگ جاتا ہے۔ یہاں کئی عورتیں ایسی بھی بیٹھی ہیں جنہوں نے خود بیعت کی، اس زمانے کے امام کو پہچانا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی اور آپ ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنے والی بنیں اور اپنے ماحول سے، اپنے خاندان سے، اپنے گھر والوں سے ٹکر لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے زمانے کے امام کو قبول کیا۔ یقیناً یہ ان کے لئے بہت ہمت اور قربانی کا کام ہے۔ کئی عورتیں مجھے مل چکی ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خود احمدیت قبول کی اور پھر اپنے خاندان کی طرف سے کیا کیا تکلیفیں ان کو ملیں اور برداشت کرنی پڑیں۔ آپ سب چاہے وہ پیدائشی احمدی ہیں یا خود بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئی ہیں جب تک آپ جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہیں، جب تک حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں، اللہ کرے کہ یہ وابستگی ہمیشہ قائم رہے اور کبھی ابتلا نہ آئے، اس وابستگی کی وجہ سے بہرحال آپ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ آپ کی گودوں سے احمدیت کی نسل نے نکل کر دنیا میں پھیلنا ہے اور پھیل رہی ہے۔

اس لئے آپ لوگوں کو اُس عہد کی وجہ سے جو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس زمانہ کے امام سے کیا ہے، نئی نسل کی تربیت کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی، اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے ہوں گے، اپنا ایک مطمح نظر بنانا ہوگا، ایک مقصد بنانا ہوگا۔ اور ایک سچے احمدی مسلمان کا مقصد یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ اِن نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا، اس کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا۔ ایک مومن عورت کی جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرنی ہوں گی۔ اس دنیا کی چکا چوند اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اور نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ جماعت احمدیہ کی امانتیں یعنی وہ بچے اور وہ نسلیں جو آپ کی گودوں میں پل رہے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا ہے ان کو بھی بچانا ہوگا۔ ان کی تربیت کی طرف بھی اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ توجہ دینی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن عورت کی، ایک کامل مسلمان عورت کی، کیا خصوصیات بتائی ہیں جس نے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں اور نہ صرف اپنے اندر قائم کرنے ہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ رائج کرنے ہیں۔ اور جب یہ معیار قائم ہو جائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوش ہو کہ مَیں نے اس کے بدلے میں تمہارے لئے بخشش کا سامان تیار کیا ہے اور بہت بڑے انعام تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں جو تمہیں اگلے جہان میں ملیں گے اور ان اعلیٰ معیاروں کی وجہ سے تم زندگی میں بھی اپنے میں اور اپنی نسلوں میں ان کو دیکھو گے۔ اس لئے صرف دنیا کی عارضی رونقوں اور خوشیوں کے پیچھے ہی نہ پڑ جاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ بھی پیش نظر رکھو یہ خصوصیات کیا ہیں۔ مَیں مختصراً ان کا ذکر کرتا ہوں۔

آغاز میں جو مَیں نے آیت پڑھی ہے اس میں فرمایا کہ کامل فرمانبرداری اختیار کرو۔ کیونکہ اسلام نام ہے فرمانبرداری کا۔ جب تم نے بیعت کر لی تو جو احکامات ہیں ان کی پوری پابندی کرو۔ نظام جو تمہارے لئے لائحہ عمل بنائے اس پر مکمل طور پر کاربند ہو۔ اس پر مکمل طور پر چلو۔ نظام جماعت کے لئے تمہارے دل میں کبھی کسی قسم کا شک وشبہ یا کسی بھی قسم کا کوئی بال نہ آئے۔ نظام خلافت تمہارے اندر قائم ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو بھی تو خلیفۂ وقت کو پیش کرو۔ اگر تم اس طرح اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگی گزارنے والی ہوگی تو پھر تم ایمان میں بھی ترقی کرو گی۔ اور جب تم ایمان میں ترقی کرو گی تو روحانیت میں بھی ترقی کر رہی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان اور اس کا قرب بھی حاصل کر رہی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ یہ بھی تمہاری خصوصیت ہونی چاہئے کہ تم ہمیشہ سچ بولنے والی ہو۔ کہیں کبھی یہ نہ ہو کہ تمہارا ذاتی مفاد تمہیں سچ سے دور لے جائے۔ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی یہ نہ ہو کہ تم جھوٹ بول جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تم اپنے دعویٰ میں سچی نہیں۔ یہ بیعت کا اقرار جو تم نے کیا ہے تم اس میں سچی نہیں ہوگی۔ یاد رکھیں اگر ماں میں غلط بیانی کی عادت ہوگی تو بچوں میں بھی وہ عادت لاشعوری طور پر پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور پھر جب یہ گندی جاگ لگتی ہے تو باقی نیکیوں کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ تو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں بلکہ قول سدید سے کام لیں یعنی اس حد تک سچ بولیں کہ کوئی ایسا لفظ بھی آپ کے منہ سے نہ نکلے جس سے کئی مطلب نکالے جا سکتے ہوں، جو ہوشیاری اور چالاکی سے آپ نے ادا کیا ہو تاکہ ضرورت پڑے تو میں اس سے مُکر جاؤں۔ صاف اور کھری بات کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بعض گھریلو مسائل میں بعض ایسی باتیں کی جائیں جو بچوں کو اپنے بڑوں سے پرے ہٹانے والی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ عورتیں بچوں کے سامنے گھر بیٹھ کر ایسی باتیں کر جاتی ہیں کہ جن سے ان کے ساس سسر یا دادا دادی کی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بیان کی جا رہی ہوتی ہے۔ بلکہ بہو اپنی ناراضگی کی وجہ سے جو اس کو اپنی ساس اور سسر سے ہے توڑ مروڑ کر بات کر رہی ہوتی ہے۔ تو نہ صرف بچوں میں بلکہ جب اس عورت کے میکے میں یہ بات پہنچتی ہے تو پھر دونوں گھروں کے بڑوں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں، رنجشیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سچ یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح تجزیہ کرو۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر وہ برائی کسی بڑے میں ہے بھی تو ضرور اس کا چرچا کیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ فلاں بزرگ میں برائی ہے۔ پردہ پوشی کا بھی حکم ہے، لحاظ کا بھی حکم ہے، اپنے خاندان کی عزت اور وقار رکھنے کا بھی حکم ہے۔ سچ کا یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر تمہیں کسی ایسے معاملے میں جو نظام جماعت میں پیش ہوتا ہے یا کہیں بھی پیش ہوتا ہے، اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تم اس وجہ سے پریشان نہ ہو یا جھوٹ نہ بولو کہ اس سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے یا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس گواہی کو پھر حوصلے سے دو۔ قرآن کریم میں تو یہ آیا ہے کہ دشمن کے خلاف بھی ایسی گواہی نہ دو یا دشمن قوم بھی تمہیں جھوٹ بولنے پر مجبور نہ کرے۔

پھر ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ صبر بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اگر یہ تمہارے اندر پیدا ہو جائے تو بہت سارے جھگڑے گھریلو بھی، ہمسائیوں کے ساتھ بھی، رشتہ داروں کے ساتھ بھی پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے صبر کرنے کی عادت اپنے اندر پیدا کرو اور اپنی اولادوں کے اندر بھی پیدا کرو۔

پھر عاجزی کا وصف ہے جو بہت بڑا وصف ہے۔ اگر انسان اس پر نظر رکھے اور ہمیشہ یہ احساس رہے کہ مَیں تو کچھ چیز نہیں۔ بڑائی کا احساس تو مقابلہ کی چیز ہے یعنی نسبتی مقابلہ۔ اگر ہم اپنی نظر ذرا وسیع کریں اور ان نسبتوں سے آگے جا کر بھی دیکھیں جو ہمیں سامنے نظر آتی ہیں تو بڑائی کا احساس، اپنے کچھ ہونے کا احساس خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ ایک پیسے والی عورت مالی لحاظ سے اپنے سے کم عورت کو اگر تحقیر کی نظر سے دیکھتی ہے یا کم نظر سے دیکھتی ہے یا اس کو اپنے سے کمتر سمجھتی ہے اور اس کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی ہے، پسند نہیں کرتی کہ اس کے پاس بیٹھے، تو پھر جب اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہو اُسے اس وقت حوصلہ دکھانا چاہئے۔ معاشی لحاظ سے

اس سے بہتر عورت اگر اس سے یہی سلوک کر رہی ہو پھر بھی حوصلہ دکھائیں۔ ایک عورت کو اس وقت جو تکلیف کا احساس ہوتا ہے جب اس کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہو، کوئی اس کو کم نظر سے دیکھ رہا ہو، تو وہی احساس پھر آپ کو دوسرے کے لئے بھی کرنا چاہئے۔ یہ احساس آپ کے دل میں دوسروں کے لئے بھی پیدا ہونا چاہئے اور یہ احساس رہنا چاہئے کہ یہ دنیا کی چیزیں تو عارضی چیزیں ہیں، آنی جانی چیزیں ہیں۔ نہ خاندانی وجاہت پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ اولاد پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ مالی لحاظ سے بہتر ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ علم میں زیادہ ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر دین کے معاملے میں تو یہ بالکل ہی ناجائز ہے کہ کوئی کہے کہ مَیں زیادہ عبادت گزار یا زیادہ نیک ہوں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی عاجز رہیں۔ یہی آپ کی بڑائی ہے۔ اور ہمیشہ عاجز بنی رہیں۔ یہ عاجزی اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عاجزی کو بہت پسند فرمایا تھا۔ اور الہاماً فرمایا تھا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

پھر اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والی عورتوں کی یہ خصوصیت بیان کی گئی کہ صدقہ کرنے والی ہوں، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی ہوں۔ نیکیوں پر قائم رہنے اور بلاؤں کو دور کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ صدقہ و خیرات کی عادت ڈالیں، اپنی اولاد کو عادت ڈالیں۔ اپنے بچوں کو عادت ڈالیں تاکہ اللہ تعالیٰ نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق دے اور نیکیاں کرنے کی بھی توفیق دے۔ اور اس وجہ سے آپ پر رحمتوں اور فضلوں کی بارشیں برساتا رہے۔

پھر فرمایا کہ وہ روزہ رکھنے والی ہوں۔ یہ نہ ہو کہ بہانے تلاش کر کر کے روزے چھوڑنے والی ہوں۔ پھر اس کے تمام لوازمات کے ساتھ روزہ رکھنے والی ہوں چاہے وہ نفلی روزے ہوں یا فرض روزے ہوں۔ بعض دفعہ بعض نوجوانوں میں روزہ رکھنے کی تو بڑی خواہش ہوتی ہے، بڑا جوش ہوتا ہے لیکن پوری طرح اس کا احترام نہیں ہو رہا ہوتا۔ بعض اپنی خوراک کو کنٹرول کرنے کے لئے، اپنے وزن کو مینٹین (Maintain) کرنے کے لئے فاقے تو کر لیتی ہیں، لیکن نمازوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی، نوافل کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی، قرآن کریم پڑھنے کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی۔ یہ بھی روزہ کا ضروری حصہ ہیں۔ اگر روزہ رکھا ہے تو نمازیں بھی باقاعدہ پڑھیں، اور دل لگا کر، خوشی سے، ذوق سے، شوق سے نمازیں پڑھیں، نفل کے لئے اٹھیں، نفل پڑھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا ضروری ہے۔

قرآن کریم پڑھیں اور پوری توجہ سے پڑھیں، سمجھ کر پڑھیں تاکہ قرآن کریم کے اندر جو احکامات ہیں، اس کی جو خوبصورت تعلیم ہے، اس کا جو حسن ہے وہ بھی آپ کو نظر آئے۔ تو روزے اس وقت روزے کہلا سکتے ہیں جب عبادات سے سجائے ہوئے ہوں۔ اور جب عبادات کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو دنیاداری سے ایسے ہی ذہن صاف ہو جائے گا، دنیاداری ذہن سے بالکل نکل جائے گی۔ اور جب دنیاداری آپ کے ذہنوں سے نکل گئی تو سمجھ لیں کہ آپ نے وہ مقصد پا لیا جس کے لئے آپ پیدا کی گئی ہیں۔

پھر کامل ایمان والوں کی ایک نشانی یا خصوصیت یہ بتائی گئی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے بخشش کا سلوک کرے گا کہ وہ فروج کی حفاظت کرنے والی ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد جسم کا ہر سوراخ ہے۔ یعنی آنکھ، کان، ناک، منہ وغیرہ ہر چیز۔ فرمایا اگر ان کی حفاظت کر لو تو تمہارے نفوس کا تزکیہ ہو گا۔ تمہارے ذہن پاک رہیں گے۔ فروج کی حفاظت کے ساتھ دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ غضِ بصر سے کام لو، یعنی نگاہیں نیچی رکھو۔ نہ غیر مرد کو دیکھو، نہ غیر ضروری چیزوں کو دیکھو جن سے ذہن میں انتشار پیدا ہوتا ہو۔ جس سے ذہن میں برے خیالات پیدا ہوتے ہوں۔ اگر پردہ کر کے برقعہ پہن کر ہر آنے جانے والے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیں تو اس سے پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو لباس ہے جو آپ نے پہنا ہوا ہے۔ نظروں میں حیا ہونی چاہئے، نظریں نیچی رہنی چاہئیں یہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ اگر ایسی حالت رکھیں گی تو خود بھی غیروں کو دیکھنے سے محفوظ رہیں گی اور خود بھی بہت ساری برائیوں سے بچ جائیں گی۔ اور مرد بھی جن میں بعضوں کو گھورنے کی عادت ہوتی ہے وہ بھی احتیاط کریں گے۔ وہ بھی ڈر کے رہیں گے۔ اسی طرح گندی، بیہودہ، فضول فلمیں دیکھنا بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ اگر آپ یہ دیکھ رہی ہیں چاہے اکیلی بیٹھ کر دیکھ رہی ہیں تو تب بھی اس ماحول میں آپ کے ذہن کے ساتھ ساتھ آپ کے بچوں پر بھی اس کا اثر پڑ رہا ہو گا۔ بلکہ آپ کا ذہن ہی اس میں اتنا ڈوبتا چلا جائے گا کہ آپ کو نیکی کرنے کی توجہ ہی پیدا نہیں ہو گی اور پھر اس طرح آپ اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کر سکیں گی کیونکہ یہ فلمیں آپ کے خیالات کو، جیسا کہ میں نے کہا، پراگندہ کرنے والی ہوں گی۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ باہر تو یہ اظہار ہو، برقعہ پہن کر آ رہی ہوں۔ مسجد میں تو حجاب میں اور کوٹ میں ہوں لیکن گھروں میں بیہودہ فلمیں دیکھی جا رہی ہوں۔ بعض گھروں کی شکایتیں آتی ہیں کہ وہاں فلمیں دیکھتے ہیں۔ بعض بچے شکایت کر دیتے ہیں کہ ہماری مائیں ایسی فلمیں دیکھتی ہیں۔

پھر جیسا کہ فرمایا کہ کان بھی فروج میں داخل ہیں۔ اگر آپ ایسی مجلسوں میں بیٹھتی ہیں جہاں بیہودہ گوئیاں ہو رہی ہیں، دوسروں کا ہنسی مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ یا نظام جماعت کے خلاف کوئی باتیں ہو رہی ہیں۔ یا کسی عہدیدار کے خلاف کوئی باتیں ہو رہی ہیں تو یہ بھی اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے فروج کی حفاظت کرنے والی نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ بھی چاہے بول رہی ہیں یا نہیں مگر وہاں بیٹھ کر اس استہزا میں، اس مذاق میں، اس بیہودہ مذاق میں شامل ہو گئی ہیں اور اپنے ذہن کو بلاوجہ گندہ کر رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ آہستہ آہستہ یہ باتیں آپ کی تمام نیکیوں کو کھا جائیں گی۔ اس لئے ایسی مجلسوں سے بھی بچیں۔

پردے کے معاملات بعض دفعہ زیادہ سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اب میں پہلی بات کو دوبارہ لیتا ہوں۔ پردے کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں۔ ان کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ وضاحت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ سے کروں گا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانے کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں''۔ یعنی اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھیں۔ ''وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں، لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ297-298 جدید ایڈیشن)

تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا آپؑ نے ایک اور جگہ فرمایا: نظر کا پردہ یہی ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور ان میں حیا ہو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں''۔ یعنی قید خانہ نہیں۔ ''بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہو گا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے''۔ یعنی ایک انصاف کرنے والا کہہ سکتا ہے جس کا پردے کے خلاف یا پردے کے حق میں کسی قسم کا رجحان نہیں ہے جو انصاف پہ قائم ہونے والا ہو ''کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلاتامّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں، کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ اِنہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے''۔ یعنی اس کھلی کھلی بے حیائی کی اجازت دینے سے جو یورپ میں ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہوں گے ہر گلی میں، ہر سڑک پر ایسی بے حیائیاں نظر آ جاتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ:

''بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21-22جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو''۔

آپ یہاں ان ملکوں میں رہتے ہیں۔ یہاں کی اخلاقی حالت کا اندازہ خود ہی کر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے سو سال پہلے بتا دیا ہے:

''اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا''۔

آپ اس معاشرے میں رہتے ہیں اور اگر گہری نظر ہو تو آبزرو (Observe) کر سکتے ہیں۔

''مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو''۔

آپؑ نے فرمایا ٹھیک ہے تم چاہتے ہو آزاد ہو جاؤ، پردہ سانس روکتا ہے یا بہت ساری روکیں ڈالتا ہے پھر اس سے پہلے یہ ہے کہ مردوں کی پہلے اصلاح کر لو۔ تمہیں کیا پتہ کہ ان کے ذہنوں میں کیا کچھ ہے۔

''اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہو سکیں تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے''۔

اس لئے عورت تو بہرحال نازک ہے، مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ چاہے کسی معاشرے میں ایک دو چار واقعات بھی ہو رہے ہوں وہ بہرحال قابل فکر ہوتے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجے پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے''۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اپنے ضمیر سے فتویٰ لو۔ دیکھو جو تمہارا دل کہتا ہے کہ یہ برائی ہے وہ برائی بہرحال ہے۔ اگر وہ برائی نہیں ہے تو تمہیں کبھی دل ٹوکے گا نہیں، دل میں یہ خیال نہیں پیدا ہو گا کہ تم کیا کر رہی ہو، کئی سوال نہیں اٹھیں گے۔

''قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدّنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ۔ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ﴾ (النور:۳۱) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے

باقی صفحہ نمبر 8پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر جلسہ جو جماعت احمدیہ کسی بھی ملک میں منعقد کرتی ہے اس کی کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی خواہش اور فکر اور متضرعانہ اور درد بھری دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

اگر جلسہ کے ماحول کی دُوری آپ کو تقویٰ سے دور لے گئی ہے تو وہ تین دن بے فائدہ ہیں۔

کوئی رشتہ کوئی تعلق نظام جماعت اور نظام خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہیں آنا چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 02 ستمبر 2005ء (02 تبوک 1384 ہجری شمسی) بمقام بیت الرشید۔ہمبرگ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ اتوار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا تین دن کا سالانہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ وہ تین دن ہر مخلص احمدی کو اپنے اندر رحمتیں اور برکتیں لئے ہوئے محسوس ہوئے۔ نہ صرف ان فضلوں سے آپ نے، جو براہ راست اس جلسہ میں شامل تھے حصہ لیا، بلکہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں ہر مخلص احمدی نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ان فضلوں کے نظارے دیکھے جن کا اظہار مختلف جگہوں سے خطوط اور فیکسوں کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ پس یہ جو تبدیلی اُس ماحول کی وجہ سے اکثریت نے ان دنوں میں اپنے اندر محسوس کی یہ صرف اس وجہ سے نہیں تھی کہ تقریریں بہت اعلیٰ تھیں، تقریروں کے عنوانات بہت عمدہ تھے، مقررین کا طرز خطابت کمال کا تھا یا شامل ہونے والوں کی جلسہ سننے کی طرف توجہ بہت زیادہ تھی۔ یا اکثریت محبت اور پیار سے رہ رہی تھی یا ہر ایک، ایک خاص جذبے سے سرشار تھا۔ یقیناً یہ باتیں تھیں لیکن ان سب کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے اور پھر ان فضلوں کو جو ہر ایک کو نظر آ رہے تھے جلسے کے اس ماحول پر نازل ہوتا دیکھنے کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعائیں تھیں جو آج سے سو سال سے زائد عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ پر آنے والے شاملین کے لئے کیں۔ قادیان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی وہ دعائیں آج دنیائے احمدیت کے ہر ملک میں جہاں جہاں جماعت احمدیہ کے جلسے منعقد ہوتے ہیں اور ہم ان جلسوں کو دیکھتے ہیں تو ان دعاؤں کے اثر بھی اپنے اوپر دیکھتے ہیں۔

ان جلسوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اپنی قائم کردہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنا تھا۔ ہر احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے والا بنانا تھا۔ ہر احمدی کو خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بنانا تھا۔ پس اس مقصد کے لئے آپؑ نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا اور آپؑ نے اس بات پر بڑی گہری نظر رکھی کہ لوگ، احباب جماعت، جب جلسے پر آئیں تو اس مقصد کو لے کر آئیں کہ انہوں نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔

ایک سال آپؑ کو خیال آیا، یہ احساس پیدا ہوا کہ جلسے کا جو مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوا، جو لوگ شامل ہوئے ہیں ان میں سے اکثریت یا بعض ایسے تھے جو اس جلسے کو بھی دنیاوی میلہ سمجھ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وجہ سے ایک سال جلسہ منعقد نہیں فرمایا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ میرا مقصد جلسے سے اپنے ماننے والوں کی تعداد کا اظہار کرنا یا اپنی بڑائی ظاہر کروانا نہیں ہے بلکہ مَیں تو چاہتا تھا کہ لوگ خالصتاً للہ اس جلسے کے لئے آئیں۔ اور فرمایا کہ گزشتہ سال کے جلسے سے مجھے یہ لگا ہے کہ لوگ اس کو بھی ایک دنیاوی میلہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور یہ بات میرے لئے سخت کراہت والی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اس سال جلسہ نہیں ہوگا۔ اور اس وقت جب ایسی صورتحال پیدا ہوئی ہوگی تو آپؑ جو اپنی جماعت میں ایک پاک تبدیلی اور پاک نمونے قائم ہوتا دیکھنا چاہتے تھے آپؑ نے اس وقت جب اگلے سال جلسہ منعقد ہوا یا اس سال میں بھی بڑی شدت سے اپنی جماعت کے لئے دعائیں کی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ ان میں روحانیت پیدا کرے ان میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے اور یہ کہ جلسہ میں شامل ہونے والے خالصتاً للہ جلسہ میں شامل ہوں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔

پس آج ہم دنیا میں ہر ملک کے جلسے میں، جہاں جہاں جماعت احمدیہ جلسے منعقد کرتی ہے ان دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔ ہر جلسہ جو جماعت احمدیہ کسی بھی ملک میں منعقد کرتی ہے اس کی کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی خواہش اور فکر اور متضرعانہ اور درد بھری دعاؤں کا ثمرہ ہے جو آج ہم ہر جگہ دیکھ رہے ہیں اور یہ ثمر کھا رہے ہیں، یہ پھل کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد دفعہ آپؑ کو آپؑ کی قبولیت دعا کے بارے میں خوشخبریاں دیں۔ مثلاً ایک فارسی الہام ہے۔ کہ دست تو دعائے تو ترحّم ز خدا۔ یعنی تیرے ہاتھ اٹھانے اور تیری دعاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش برستی ہے۔ پھر 1903ء کا ایک الہام ہے اور بھی بہت سارے ہیں کہ دُعَاءُ کَ مُسْتَجَابٌ تیری دعا مقبول ہوئی۔

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسلسل دعائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں جن کا فیض آج ہم پا رہے ہیں۔ ورنہ اگر انسان دنیاوی نظر سے دیکھے تو بعض ایسے کام ہیں جو ان جلسوں کے دنوں میں ناممکن نظر آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ایسی آسانی پیدا فرما دیتا ہے اور ایسی خوش اسلوبی سے ان کی تکمیل کروا دیتا ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ مثلاً جلسے کی تیاریوں کا مرحلہ ہے، جلسے کے دنوں میں آپ کے افسر صاحب جلسہ سالانہ کا ایک انٹرویو ایم ٹی اے پر آ رہا تھا کہ حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح بعض والنٹیئرز (Volunteers) ایسے ایسے کام کر رہے ہوتے ہیں جن کا ان کی روزمرہ زندگی سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا۔ مارکیوں کے کھڑے کرنے کا معاملہ ہے یا اور کام ہیں جن میں ٹیکنیکل آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض پیشہ وارانہ صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہمارے خدام بڑے جذبے اور جوش سے اور بڑے ماہرانہ طریقے سے یہ کام کر دیتے ہیں۔ اُن میں بعض ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز بھی ہیں یا سائنس کے سٹوڈنٹس بھی ہیں، یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے طالب علم ہیں، لیکن ایک عام آدمی کی طرح، ایک عام مزدور کی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔

پھر جلسے کے دنوں کی ڈیوٹیاں ہیں بعض بچے بچیاں چوبیس چوبیس گھنٹے ڈیوٹی ادا کر رہے ہوتے ہیں اور بالکل بے نفس ہو کر کسی معاوضے کے بغیر، کسی ذاتی مفاد کے بغیر یہ سب کام سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

یہ روح اُن میں کس طرح پیدا ہوئی؟ یقیناً اس میں یہ جذبہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے مہمانوں کی خدمت ہم نے کرنی ہے اور اُن دعاؤں کا وارث بننا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کے لئے کی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا گزشتہ سوسال سے زائد عرصہ سے یہ جلسے منعقد کئے جارہے ہیں اور گزشتہ سوسال سے زائد عرصہ سے ہی ہم ایسے کام کرنے والوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا اثر دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ پس یہ کام کرنے کی روح اور یہ ایمان میں مضبوطی، یہ قربانی کے مادے، یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل ہی ہیں۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا ان کارکنوں کے علاوہ اور ان کارکنات کے علاوہ جو جلسہ گاہ کی تیاری، کھانے پکانے، صفائی اور جلسہ کے بعد اس کو سمیٹنے وغیرہ کے کام میں شامل ہوتے ہیں۔ جلسہ سننے والوں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش برستی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں ایم ٹی اے کے ذریعے یہ نظارے دیکھے گئے وہاں جس نے بھی جلسے کا ماحول بنایا، چاہے وہ گھروں میں ہو یا مساجد میں ہو، سب یہی لکھتے ہیں کہ ہم جلسے کی برکات کو اپنے اوپر نازل ہوتا دیکھ رہے تھے۔

پس یہ فضل کام کرنے والوں پر بھی ہیں اور شامل ہونے والوں پر بھی ہیں چاہے وہ براہ راست شامل ہونے والے ہوں یا ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شامل ہونے والے ہوں۔ اور یہ صرف ان تین دنوں کے لئے نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ان فضلوں کو سمیٹ کر ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ اور یہ ہر احمدی جوان، بوڑھے، عورت، مرد، بچے کا فرض ہے تاکہ وہ دعائیں نسلاً بعد نسلٍ ہمارے حصے میں آتی چلی جائیں۔ اور وہ اسی صورت میں ہوگا (جیسا کہ مَیں جلسے کے دنوں میں بھی کہہ چکا ہوں) کہ جب آپ نے ان تقاریر، ان نصائح، ان عبادتوں اور ان دعاؤں کو ان تین دنوں میں اپنی زندگیوں پر لاگو کیا اور اُن کے فیض سے حصہ پایا یا حصہ پاتے ہوئے اپنے آپ کو محسوس کیا۔ اور جب بعضوں نے اس روحانی ماحول کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھا۔ بعض کو اللہ تعالیٰ اس ماحول کے نظارے بھی دکھا دیتا ہے تاکہ ایمان میں زیادتی کا باعث بنے۔ لیکن جو اس طرح نظارے نہیں بھی دیکھ رہے ہوتے وہ بھی اس ماحول میں رہنے کی وجہ سے اس ماحول پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش سے فیض پارہے ہوتے ہیں۔

ایک خاتون نے ایک واقعہ لکھا تھا، میں نے کارکنان کی میٹنگ میں بھی بتایا تھا کہ آٹھ دس سال پہلے جب بیعت کی تو جلسے پر تشریف لائیں اور جس پرانی احمدی خاتون کے ساتھ آئی تھیں ان کا پروگرام یہ تھا کہ اپنے کسی عزیز کے ہاں رات کو رہنا ہے۔ تو اس وقت یہ نئی بیعت کرنے والی بڑی پریشان تھیں کہ میرا تو یہاں کوئی واقف نہیں ہے، یہ میری ایک واقف عورت ہے، یہ بھی یہاں سے جارہی ہے۔ ان کو صحیح ماحول کا پتہ نہیں تھا، علم نہیں تھا کہ جلسے پر کیسا ماحول ہوتا ہے۔ اکیلی مَیں کیا کروں گی۔ کسی کو مَیں جانتی نہیں۔ خیر پرانی احمدی خاتون تو رات ہوتے ہی چلی گئیں۔ اور یہ نئی احمدی خاتون جلسہ گاہ کے انتظام کے تحت وہیں جلسہ گاہ میں ہی رہیں۔ اور کہتی ہیں مَیں پریشانی میں دعائیں کرتی رہی۔ اتنے میں ایسی کیفیت میں آنکھ لگ گئی۔ (یہ مجھے مستحضر نہیں ہے) بہرحال نظارہ دیکھا کہ آسمان سے ایک روشنی پھوٹی ہے جو دائرے کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس میں سے کچھ اوراق، کچھ صفحے، کچھ کاغذ نیچے آئے ہیں جن پہ عربی عبارت تھی، ان کو یاد تو نہیں کہ وہ عبارت کیا تھی، لیکن ان کا خیال ہے کہ قرآن کریم کے ہی کچھ احکامات تھے، نصائح تھیں اور دعائیں تھیں۔ بہرحال وہ کہتی ہیں مَیں نے اسی طرح وہ کاغذ جمع کئے اور جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو ان کے مطابق وہ نظارہ ان کے لئے اتنی تسکین کا باعث تھا کہ سارا خوف، فکر سب کچھ دور ہوگیا۔ یہ احساس ہی ختم ہوگیا کہ نئی جگہ ہے، نئے لوگ ہیں۔ تو اگلے دن صبح جب وہ احمدی خاتون آئیں جن کے ساتھ یہ آئی تھیں تو انہوں نے جو چلی گئی تھیں ان کو بتایا کہ مَیں تو اپنے فلاں عزیز کے گھر چلی گئی تھی، رات میری بڑے آرام سے گزری ہے، پتہ نہیں تمہاری رات یہاں کس طرح گزر سکی۔ تو اس نومبائع نے کہا کہ جو نظارے مَیں نے دیکھے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضلوں سے نوازا ہے اور میری تسکین کے سامان پیدا فرمائے ہیں وہ بھلا تمہیں کہاں حاصل ہوئے۔

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈیلوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

تو دیکھیں نیک نیتی سے جلسے میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے فضلوں کی بارش کے نظارے دکھاتا ہے جو ایمان میں مضبوطی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ تو یہ فضل صرف اس ایک عورت یا صرف اس ایک خاندان کے لئے مخصوص نہیں تھا بلکہ اس سارے ماحول کے لئے تھا۔ ان سب شاملین کے لئے یہ فضل تھے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائیں کی ہیں۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ: ’’اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح نہ خیال کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالصتاً تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے‘‘۔

پس تائید حق کے یہ نظارے اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو ایک خاص شکل میں دکھا دیئے۔ بعضوں کو وہ دکھاتا ہے اور بعضوں کے دل اس تسکین کی وجہ سے اس کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ ہاں واقعی یہ جلسہ ایک خاص جلسہ ہے جس میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور قدرتوں کے نظارے دیکھے ہیں۔

لیکن یاد رکھیں ہر امر اس کے جو لوازمات ہیں ان کے ساتھ مشروط ہے۔ آپ نے جلسے کے دنوں میں مستقل مزاجی کے ساتھ، استقلال کے ساتھ جو تبدیلیاں پیدا کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے وہاں سے آتے ہی اگر آپ ان کو بھول گئے ہیں کہ جلسے کے دن تو گزر گئے۔ اب یاد نہیں کہ ایک احمدی کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ بعد میں اس طرف توجہ نہیں رہی کہ ہم نے اپنی زندگیوں میں کیا مستقل تبدیلیاں لانی ہیں تو ان تین دنوں کے جلسے میں آپ کی شمولیت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اگر جلسہ کے ماحول کی دوری آپ کو تقویٰ سے دور لے گئی ہے تو وہ تین دن اس نماز کی طرح بے فائدہ ہیں جس میں آپ نے کسی مشکل اور مصیبت میں پڑنے کی وجہ سے، کسی ذاتی تکلیف کی وجہ سے رورو کر دعا تو کرلی۔ لیکن اس نماز نے آپ میں یہ تبدیلی پیدا نہ کی کہ آپ مستقل پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق نماز ادا کریں اور پھر زائد عبادتوں کی طرف توجہ کریں۔

تو جلسہ بھی اسی طرح ہے کہ ایک جلسے میں سنی اور سیکھی ہوئی باتوں کو اپنے دلوں میں بٹھانا ہے اور اس کا اثر اگلے جلسے تک قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے اور پھر اگلے سال ایک نئی روح، ایک نئے جوش، ایک نئے جذبے کے ساتھ پھر چارج (Charge) ہو کر آئندہ کے لئے پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ ورنہ آپ جلسے کے فیض سے حصہ پانے والے نہیں ہوں گے۔ جلسہ پر آپ نے مختلف عنوانات کے تحت تقریریں سنیں لیکن سب کا محور ایک ہی تھا کہ تقویٰ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا۔ پس اس تقویٰ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے مستقل وارث بنتے چلے جائیں گے۔ اب کون ہے جو یہ کہے کہ نہیں جی جلسے کے دنوں میں کافی فیض پا لیا میری مصروفیات اس قسم کی ہیں کہ مَیں مستقل نہ اتنے انہماک سے، نہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھ سکتا ہوں، نہ توجہ دے سکتا ہوں اور نہ بعض دوسرے نیکی کے کام کرسکتا ہوں۔ منہ سے تو نہیں کہتے اور کوئی احمدی کہنے کی جرأت بھی نہیں کرتا۔ لیکن عملاً بعض لوگ اپنے عمل سے یہی جواب دے رہے ہوتے ہیں۔ پس تقویٰ کی روح کو سمجھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو جذب کرنے والے بنیں اور وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوں اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوں۔ ان سنی ہوئی باتوں کو، ان نصائح کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا رہے ہوں۔ اور خود بھی ہمیشہ اس پر قائم رہنے کے لئے دعائیں کر رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما کہ جو کچھ ہم نے سیکھا اب یہ ہمارے اندر قائم ہوجائے۔ انسانی دل کا کچھ پتہ نہیں ہوتا اس لئے ہمیشہ دین پر اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ کسی کو کبھی یہ بڑائی کا احساس نہیں ہونا چاہئے کہ میرے اندر یہ نیکی ہے بلکہ نیکی کو مزید عاجزی کی طرف لے جانا چاہئے، مزید عاجزی کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ اور پھر یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہ کوئی چیز حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی زندگی کا مستقل حصہ بن سکتی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے نور سے منور کیا ہے۔ اکثریت جو یہاں بیٹھی ہے، یا جرمنی میں آئی ہوئی ہے ان کے بزرگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ ملاقات میں آتے ہیں تو اکثر یا بعض لوگ تعارف تو یہی بتاتے ہیں کہ ہمارے نانا یا دادا یا پڑدادا یا پڑنانا صحابی تھے۔ الحمدللہ یہ بڑا اعزاز ہے لیکن یہ اعزاز اس وقت تک ہے جب تک آپ خود بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نیک اور اعلیٰ اور پاک نمونے قائم کرنے والے ہوں گے۔ دین کی اہمیت اپنے اندر اور اپنی نسلوں کے دلوں میں قائم کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر آپؑ کی توقعات کے مطابق عمل کرنے والے ہوں گے۔

بعض خواتین اپنے تعارف تو صحابہ کے حوالے سے کروا رہی ہوتی ہیں لیکن لباس اور پردے کی حالت اور فیشن سے لگتا ہے کہ دین پر دنیا غالب آرہی ہے۔ جماعت سے ایک تعلق تو ہے، ایک پرانا تعلق ہے، خاندانی تعلق ہے ایک معاشرے کا تعلق ہے لیکن ظاہری حالت جو معاشرے کے زیر اثر اب بن رہی

ہے وہ دینی لحاظ سے ترقی کی طرف جانے کی بجائے نیچے کی طرف جا رہی ہے۔ اور پھر یاد رکھیں کہ ظاہری حالت کا تعلق دل کی کیفیت سے بھی ہوتا ہے۔ اس کا دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ دل بھی اس ظاہری کیفیت کے زیر اثر آ جاتا ہے۔ اس لئے صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہئے، یہی فخر کا مقام نہیں ہے کہ ہم صحابی کی اولاد ہیں۔ مرد ہو یا عورت، جب تک آپ اپنے اندر خود پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کریں گے باپ دادا کا صحابی ہونا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا تھا کہ تمہیں میری بیٹی ہونا کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک تمہارے اپنے عمل نیک نہیں ہوں گے۔ اس لئے جو جلسے کے تین دن ہیں جو گزشتہ ہفتے میں آپ کو تین دنوں کا روحانی ماحول میسر آیا ہے اب گھروں میں بیٹھ کر بھی اس کی جگالی کرتے رہیں۔ بچوں میں، آپس میں اس کے ذکر چلتے رہیں، تقریروں کے موضوعات کے ذکر چلتے رہیں، نصائح کے ذکر چلتے رہیں تو پھر ہی آپ کو فائدہ ہوگا۔ پھر جب آپ سوچیں گے اور غور کریں گے اور اپنے جائزے لیں گے کہ ہم سے کیا توقعات ہیں اور ہم کس حد تک ان پر پورا اتر رہے ہیں، اس جگالی کے نتیجہ میں وہ جائزے بھی سامنے آئیں گے تو پھر اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ ہر وقت ہمیں یہ خوف ہونا چاہئے کہ شیطان کہیں ہمارے دلوں پر قبضہ نہ کر لے کیونکہ وہ اسی طاق میں بیٹھا ہے۔ نیکی کے راستوں کی طرف توجہ ہونے کے بعد برائی کے راستوں کی طرف نہ ہم چل پڑیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین پر مضبوطی سے قائم ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے دین سے دُور لے جانے والی حرکات ہم سے سرزد نہ ہوتی ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اُمِّ سَلمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی، باقاعدگی کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا اے ام سلمہ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ ایک تمثیلی بیان کی ہے، اللہ میاں کی تو دو انگلیاں نہیں ہیں۔ جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کر دے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی باقاعدگی سے یہ دعا کرتے تھے تو ہمارے پر کس قدر فرض ہے کہ یہ دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو سیدھا رکھے۔

خلافت جوبلی کے استقبال کے لئے مَیں نے جو دعائیں بتائی ہیں اس میں یہ قرآنی دعا بھی شامل ہے کہ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ﴾۔ (آل عمران: 9) کہ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا کر۔ یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پس یہ دعا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا اور نصیحت کے مطابق ہی ہے۔ تو دین کا علم اور دین پر قائم رہنا اور دین پر عمل کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا، اللہ کے فضل سے ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو خاص طور پر یہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

بعض معمولی باتیں ہوتی ہیں جو دلوں کو ٹیڑھا کرنے کا باعث بن جاتی ہیں اور عموماً یہی چیزیں ہوتی ہیں۔ مثلاً دو باتیں ہیں ایک شدید محبت اور ایک شدید غصہ جس میں انتہاء پائی جاتی ہو۔ تو اصل میں جو شدید محبت ہے وہی شدید غصے کی وجہ بنتی ہے۔ جب غصہ آتا ہے تو وہ یا تو نفس کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے یا اپنے کسی قریبی عزیز کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے۔ بعض دفعہ میاں بیوی کی جو گھریلو لڑائیاں یا خاندانی لڑائیاں یا کاروباری لڑائیاں ہوتی ہیں ان میں انسان مغلوب الغضب ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ تو جب یہ مغلوب الغضب ہوتا ہے تو اس وقت اپنے نفس سے ہی پیار کر رہا ہوتا ہے۔ اس کو اپنے نفس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہوتی اور اس کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ بالکل ہوش و حواس غائب ہوتے ہیں۔

قضاء میں بعض معاملات آتے ہیں اگر فیصلہ مرضی کے مطابق نہ ہو، ایک فریق کے حق میں نہ ہو تو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ہوش و حواس میں نہیں رہتے۔ صاف جواب ہوتا ہے کہ جو کرنا ہے کر لو۔ اور پھر جب تعزیر ہو جاتی ہے، سزا مل جاتی ہے تو پھر معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے معافی مانگتے ہیں کہ غلطی ہو گئی، ہمیں معاف کر دیں اور پھر فیصلہ پر بھی عملدرآمد کر دیں گے۔ تو یہ تو وہی حساب ہو جاتا ہے ان کا کہ سو جوتیاں بھی کھا لیں اور سو پیاز بھی کھا لئے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی، جھوٹی اَناؤں نے انہیں اپنے قبضے میں لیا ہوتا ہے۔ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اطاعت کرنی ہے۔ ویسے اگر اپنے اوپر کوئی بات نہ ہو، اپنا مسئلہ نہ ہو تو دعوے یہ ہوتے ہیں کہ نظام جماعت پر، خلیفۂ وقت پر ہماری تو جان بھی قربان ہے۔ لیکن اپنے خلاف فیصلہ ہو جائے تو پھر وہ نہیں مانتے۔ اور پھر نہ صرف مانتے نہیں بلکہ جماعت کے خلاف اعتراض بھی کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے جو لوگ ہیں وہ اس زمرے میں شمار ہوتے ہیں جن کے دل آہستہ آہستہ مستقل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ جھوٹی اناؤں کی خاطر، چند ایکڑ زمین کی خاطر وہ اپنا دین بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے عزیز جو مجلس لگاتے ہیں یا ان کو اپنی مجلسوں میں بلاتے ہیں یا بعض دفعہ پاس بٹھا کر کھانا کھلا لیتے ہیں کہ جی مجبوری ہو گئی تھی۔ بعض دفعہ یہ بہانے بن رہے ہوتے ہیں کہ فلاں عزیز کی وفات پر وہ آیا تھا اس لئے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔ تو ایسے لوگ بھی اس مجرم کی طرح بن رہے ہوتے ہیں۔ نظام جماعت کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ خلیفۂ وقت کے فیصلوں کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ جماعت کی تعزیر جو ایک معاشرتی دباؤ کے لئے دی جاتی ہے، اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے چاہے ایک دفعہ ہی سہی اگر کسی ایسے سزا یافتہ شخص کے ساتھ بیٹھتے ہیں جس کی تعزیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبانِ حال سے یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ سزا تو ہے لیکن کوئی حرج نہیں، ہمارے تمہارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے تعلقات قائم ہیں۔ سوائے بیوی بچوں یا ماں باپ کے۔ ان کے تعلقات بھی اس لئے ہوں کہ سزا یافتہ کو سمجھانا ہے۔ اور قریبی ہونے کی وجہ سے ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اس لئے ایک درد سے سمجھانا ہے۔ ان کے لئے دعائیں کرنی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی جماعتی تعزیر یافتہ سے تعلق رکھتا ہے تو میرے نزدیک اسے نظام جماعت کا کوئی احساس نہیں ہے۔ اور خاص طور پر عہدیداران کو یہ خاص احتیاط کرنی چاہئے۔

پھر بعض دفعہ بعض لوگ غصّے میں ایسے الفاظ کہہ جاتے ہیں جو ہر مخلص احمدی کو برے لگتے ہیں۔ مثلاً لڑائی ہوئی یا گھریلو ناچاقیاں ہوئیں۔ بیوی سے تعلقات خراب ہوئے تو کہہ دیا کہ جو تم نے کرنا ہے کر لو۔ خلیفۂ وقت بھی کہے گا تو مَیں نہیں مانوں گا۔ تو ایسے لوگ پھر آہستہ آہستہ جماعت سے بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن جن کے سامنے یہ باتیں ہوتی ہیں وہ پریشانی کے خط لکھتے ہیں کہ دیکھیں جی اس کو خلیفۂ وقت کا بھی احترام نہیں ہے اس کو سزا ملنی چاہئے۔ ایسے لوگوں کو سزا دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر ان کے اندر جماعت سے تعلق کا کوئی ہلکا سا بھی شائبہ ہے تو جب تعزیز ہوگی یا فیصلہ ہوگا تو ان کو احساس ہوگا کہ ہمیں مان لینا چاہئے۔ اور اگر نہیں مانیں گے تو کسی حق کے ادا کرنے کے لئے سزا ہوگی اور سزا سے علیحدگی ہو ہی جاتی ہے۔ سزا اس لئے نہیں ہوگی کہ اس نے خلیفۂ وقت کو کیوں کچھ کہا۔ خلیفۂ وقت کو کہنے کے لئے تو سزا کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس نے تو خود اعلان کر دیا کہ مَیں نظام جماعت میں شامل نہیں ہوں، مَیں بیعت میں شامل نہیں ہوں اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ تو خود علیحدہ ہو رہا ہے۔ پھر وہ جانے اور اس کا خدا جانے۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت زیادہ محبت ہو تو اس وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے۔ بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ بچے کو سزا ملی ہے تو اس سے محبت کی وجہ سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ بچے کی محبت غالب آ جاتی ہے اور نظام جماعت کے خلاف ماں باپ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، بہن بھائی ایک دوسرے کی محبت غالب آنے کی وجہ سے نظام کے فیصلوں پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح بعض دوسرے رشتے بھی ہیں۔ تو بہرحال محبت اور غضب کی وجہ سے یعنی ان دونوں میں شدت کی وجہ سے یہ برائیاں عموماً پیدا ہوتی ہیں۔

پس ہر احمدی کو یہ بھی ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جب بھی ایسے معاملات ہوں اونچ نیچ ہو جاتی ہے، نظام جماعت سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں، قضاء سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہمیشہ ٹھنڈے دل سے ان فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔ اگر کوئی اپیل کا حق ہے تو ٹھیک، نہیں تو جو فیصلہ ہوا ہے اس کو ماننا چاہئے۔ کوئی رشتہ، کوئی تعلق نظام جماعت اور نظام خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہیں آنا چاہئے۔ نہیں تو یہ عہد کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے یہ دعوے کھوکھلے ہیں۔ پس اگر اس دعوے کو سچا ثابت کرنا ہے تو ہر تعلق کو خالصتاً للہ بنانا ہے۔ اپنی

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

عبادتوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور نظام کا بھی احترام کرنا ہے۔ تو پھر ان دعاؤں کے وارث بنیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کیں اور اُن توقعات پر پورا اتریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے رکھی ہیں۔ اگر ہم سچے اور پکے احمدی ہیں تو ہمیں ہمیشہ ان توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ ان راستوں پر چلنا چاہئے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے متعین کئے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے''۔ پھر فرماتے ہیں: ''یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوّت نہیں پاتے اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کرسکیں۔ سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو۔ ٹھٹھا، ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی، لالچ، جھوٹ، بدکاری، بدنظری، بدخیالی، دنیا پرستی، تکبر، غرور، '' تکبر اور غرور ہی ہے جو بہت سارے جھگڑوں کی بنیاد بنتا ہے '' خود پسندی''، یہ بھی بہت بڑی وجہ ہے، جھگڑوں کی بنیاد کی '' شرارت، کج بحثی''، بلاوجہ بحث میں پڑ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ '' یہ سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملے گا''۔ یعنی اعلیٰ اخلاق تمہیں تب ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب تب ملے گا۔'' جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کرلے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو۔ بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں۔ اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کرسکتے ہو، نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو''۔ بہت سارا کبر اور غرور پیسہ آنے کی وجہ سے آ جاتا ہے اگر اپنی زندگیوں میں غور کریں تو آپ کو نظر آئے گا۔'' اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو۔ سو تمہارا اعلاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے۔ تم اَبْنَآءُ السَّمَآء بنو نہ اَبْنَآءُ الْاَرْض ''(آسمان کی طرف جانے والے بنو، زمین کی طرف نہیں)'' اور روشنی کے وارث بنو۔ نہ تاریکی کے عاشق۔ تا تم شیطان کی گزرگاہوں سے امن میں آ جاؤ۔ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں۔ کیونکہ وہ پرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے''۔

(کشتئ نوح روحانی خزائن جلد 19صفحہ45)

پس یہ ہے اس تعلیم کا خلاصہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔ ابناء السماء بننے والے ہوں نہ کہ ابناء الارض۔ عرش سے ہمارا تعلق ہو۔ عرش سے تعلق جوڑنے والے ہوں نہ کہ دنیاداری میں پڑ کر جھوٹی اناؤں کی نظر ہو کر دنیا کے بندے بن جائیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا، ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ کس حد تک ہم ان پر برائیوں سے بچنے والے ہیں یا بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل مانگتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو زمانے کے امام کی جماعت سے چمٹائے رکھیں کہ اِس میں ہی ہماری بقا ہے۔ اِس میں ہی ہماری بھلائی ہے۔ اِسی سے ہمیں دنیا و آخرت کے فائدے حاصل ہونے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

بقیہ:خطاب حضور انور ایدہ اللہ
برموقع جلسہ سالانہ کینیڈا
از صفحہ نمبر 4

کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ104-105جدید ایڈیشن)

تو قرآن کی تعلیم تو بہرحال جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کے خیالات معاشرے میں رہ کر کچھ بگڑ گئے ہیں تو وہ بہرحال جھوٹے ہوسکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور پھر یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بکریوں کو شیروں کے آگے ڈالنا ہے تو یہ اسی طرح ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔ آئے دن یہ قصے اخبار میں پڑھنے کو ملتے ہیں اور دیکھنے کو بھی ملتے ہیں۔ اس لئے کسی بھی قسم کے کمپلیکس (Complex) میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی کمپلیکس ہے تو اپنے دماغ سے نکال دیں اور اپنی پاکدامنی کی خاطر قرآنی حکم پر عمل کریں۔ اسی میں آپ کی عزت ہے اور اسی میں آپ کا وقار ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ یہ بھی دو طرح کے گروپ بن گئے ہیں ایک تو یہ کہتا ہے کہ پردہ اس سختی سے کرو کہ عورت کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو۔ اور دوسرا یہ ہے کہ اتنی چھوٹ دے دو کہ سب کچھ ہی خلط ملط ہو جائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

:'' اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ106جدید ایڈیشن)

تو اس میں مزید فرمادیا کہ نفس کو پھسلنے سے بچانے کے لئے پردہ کرو تو اس میں صرف برقعہ یا حجاب کام نہیں آئے گا۔ اگر آپ برقعہ پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں، مردوں سے مصافحے کرنا شروع کردیں تو پردہ کا تو مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پردہ کا مقصد تو یہ ہے کہ نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے طور پر میل جول نہ کریں، آپس میں نہ ملیں، دونوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اس کے خاوند یا بھائیوں یا اور رشتہ داروں سے آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہیں۔ چاہے منہ کو ڈھانک کے بیٹھی ہوتی ہیں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ تو پردہ نہیں ہے۔ جو پردے کی غرض ہے وہ تو یہی ہے کہ نامحرم مرد عورتوں میں نہ آئے اور عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے نہ جائیں۔ ہر ایک کی مجلسیں علیحدہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ بھی حکم ہے کہ بعض ایسی عورتوں سے جو بازاری قسم کی ہوں یا خیالات کو گندہ کرنے والی ہوں ان سے بھی پردہ کرو۔ ان سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لئے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔ پھر لباس کا پردہ ہے۔ جب برقعہ پہنیں، یا حجاب لیں یا سکارف لیں یا دوپٹہ پہنیں یا نقاب لیں جو بھی لے رہی ہوں تو بال چھپے ہوئے ہونے چاہئیں۔ بال نظر نہیں آنے چاہئیں، ماتھا سامنے سے ڈھکا ہوا ہونا چاہئے۔ سامنے کم از کم ٹھوڑی تک کپڑا ہونا چاہئے۔ منہ اگر ننگا ہے تو میک اپ نہیں ہونا چاہئے۔ بعض پیشوں میں یا کام میں منہ ننگا کرنا پڑ جاتا ہے، بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ کوئی بیمار ہے، کسی کو سانس ٹھیک نہیں آ رہا تو منہ ننگا کیا جاسکتا ہے لیکن پھر اس طرح بناؤ سنگھار بھی نہیں ہونا چاہئے۔

سکولوں اور کالجوں میں بھی لڑکیاں جاتی ہیں اگر کلاس روم میں پردہ، سکارف لینے کی اجازت نہیں بھی ہے تو کلاس روم سے باہر نکل کر فوراً لینا چاہئے۔ یہ دوعملی نہیں ہے اور نہ ہی یہ منافقت ہے۔ اس سے آپ کے ذہن میں یہ احساس رہے گا کہ مَیں نے پردہ کرنا ہے اور آئندہ زندگی میں پھر آپ کو یہ عادت ہو جائے گی۔ اور اگر چھوڑ دیا تو پھر چھوٹ بڑھتی چلی جائے گی اور پھر کسی بھی وقت پابندی نہیں ہوگی۔ پھر وہ جو حیا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

پھر اپنے عزیز رشتہ داروں کے درمیان بھی جب کسی فنکشن میں یا شادی بیاہ وغیرہ میں آئیں تو ایسا لباس نہ ہو جس میں جسم اٹریکٹ (Attract) کرتا ہو یا اچھا لگتا ہو یا جسم نظر آتا ہو۔ آپ کا تقدس اسی میں ہے کہ اسلامی روایات کی پابندی کریں اور دنیا کی نظروں سے بچیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا۔ یعنی ادھر ادھر ہونے کی کوشش کی اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کے منہ اور ہاتھ کے علاوہ کچھ نظر آئے۔ اور آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے یہ بتایا۔ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فیما تبدی المرأة من زینتها)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نیکیاں جب تم اپنالو، یہ خصوصیات جو ایک مومنہ عورت میں ہونی چاہئیں اختیار کرلو تو پھر ان کو مزید چمکانے کے لئے، ان کو مزید پالش (Polish) کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرو۔ اس کو اٹھتے بیٹھتے یاد رکھو، اس کی محبت، اس کی خشیت اپنے دلوں میں قائم کرو۔ اس کی عبادت کی طرف توجہ دیتے رہو۔ جب تم یہ معیار حاصل کرلو گے تو پھر تم سمجھو کہ دنیا کی غلاظتوں سے بچ گئی اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہوگئی۔ اور پھر ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ کا رسولؐ بہت بڑی خوشخبری دیتے ہیں، بلکہ ضمانت دیتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنجوقتہ نماز پڑھتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے، اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔

(مسند احمد بن حنبل مسند العشرۃالمبشرۃ بالجنۃ)

دیکھیں کتنی بڑی خوشخبری ہے ایسی عورتوں کو جو ہر طرح سے اپنے آپ کو احکامات کا پابند کرنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ اسلامی احکامات پر عمل کرنے والی ہوں، تزکیہ نفس کرنے والی ہوں، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہوں، اپنی اولادوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کرنے والی ہوں تاکہ یہاں اگلی نسلیں بھی ان برکات اور انعامات سے حصہ لیتی رہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی نسلوں اور اولادوں میں بھی نظام خلافت سے ہمیشہ وہی وفا، اخلاص اور محبت کا تعلق قائم رہے جو آپ کے چہروں پر نظر آتا ہے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ جلسہ کی کارروائی کا آج دوسرا دن ہے اس کے بعد پھر شام کو کارروائی ہوگی تو اس کارروائی کے دوران ادھر ادھر پھر کر باتیں کرنے یا مجلس لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اس عادت کو ختم کریں۔ جلسہ کی کارروائی کو غور سے سنیں اور جو کچھ سنیں اس کو یاد بھی رکھیں اور زندگیوں کا حصہ بھی بنائیں، ان سے فائدہ بھی اٹھائیں اور آگے اپنی اولادوں کی تربیت میں بھی اس کو استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ (مرحومہ)

(مسعود احمد دھلوی)

میری اہلیہ سلیمہ بیگم مرحومہ بتاریخ3/مارچ 2005ء بروز جمعرات صبح دس بجے اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

وہ خانہ داری میں سلیقہ شعاری،میل ملاقات اور خاندانی مجلسوں میں خاص قرینہ سے بات کرنے اور باہمی معاملات طے کرانے کے تعلق میں غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والی خاتون تھیں۔بڑی بڑی دعوتوں میں یکہ وتنہا نہایت لذیذ کھانے پکانے میں انہیں خاص مہارت حاصل تھی ۔ اور تھیں بھی بہت دیندار،صوم وصلوٰۃ کی پابند،بہت دعا گواور علی الخصوص زندگی کے ہر ہر مرحلہ میں رضائے الٰہی کے آگے سرتسلیم خم کرنے اور صبر وشکر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے والی۔

وہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت چوہدری تصدق حسین صاحبؓ کی صاحبزادی اور میری پھوپھی زاد تھیں ۔بچپن میں ہی نمازوں کی پابندی اور دعاؤں میں شغف کی وجہ سے وہ سچے خواب دیکھا کرتی تھیں جو ہوبہو پورے ہو جایا کرتے تھے۔یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ وہ سرگودھا میں ابھی تیسری یا چوتھی جماعت میں پڑھتی تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی کلاس سکول کی چھت پر لگی ہوئی ہے ۔ وہ کلاس میں پڑھائی کے دوران کیا دیکھتی ہیں کہ آسمان سے ذرابلندی پران کے چچا حضرت مولوی شیر علی صاحب فضا میں بڑے وقار سے قدم بڑھاتے ہوئے مغرب سے مشرق کی طرف آ رہے ہیں۔وہ اپنی سہیلیوں سے کہتی ہیں دیکھو! دیکھو! میرے چچا آسمان میں فضا کے اندر قدم بڑھاتے ہوئے آرہے ہیں ۔حسب معمول جب وہ اپنے جملہ گھر والوں کے ساتھ اس سال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان گئیں اور سارے گھر والوں نے ہمیشہ کی طرح حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ہاں قیام کیا تو نوعمر سلیمہ بیگم نے اپنے والد محترم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنا خواب حضرت مولوی صاحب کو سنایا۔خواب سن کر آپ نے اپنی معصوم بھتیجی کو گلے لگا کر بہت پیار کیا اور دعاؤں سے نوازا۔

اس کے برسہابرس بعد جب حضرت مولوی شیر علی صاحب قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ وتفسیر کے سلسلہ میں انگلستان تشریف لے جانے لگے تو سلیمہ بیگم اپنے ننھال میں دہلی آئی ہوئی تھیں۔حضرت مولوی صاحب نے میرے والد حضرت محمد حسن آسان دہلوی کو خط لکھا کہ مَیں فلاں تاریخ کو فلاں ٹرین (ریل گاڑی) کے ذریعہ بمبئی جاتے ہوئے دہلی سے گزروں گا۔آپ براہ کرم اس روز مقررہ وقت پر سلیمہ کو اپنے ہمراہ لے کر ریلوے سٹیشن پر تشریف لے آئیں تاکہ مَیں اپنی پیاری بھتیجی سے مل سکوں۔ ہمارا سارا گھر ہی حضرت مولوی صاحب نے ملنے اور انہیں الوداع کہنے کے لئے مع تحائف ریلوے سٹیشن پہنچ گیا۔حضرت مولوی صاحب اپنی بھتیجی سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:اب خدا مجھے مشرق سے مغرب کی طرف لے جارہا ہے۔مَیں جب خدا کے فضل وکرم سے مقصد میں کامیاب ہوکر مغرب سے مشرق کی طرف واپس آؤں گا تب وہ خواب جو تم نے بچپن میں دیکھا تھا پورا ہوگا۔ اس خواب کے پورا ہونے کے لئے دعا کرتی رہنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مولوی صاحب کو اپنی یہ بھتیجی بہت عزیز تھیں۔آپ ہی کی تحریک پر میرا رشتہ آپ کی اس نیک سیرت بھتیجی سے ہوا۔ جب 1942ء میں میری ان سے شادی ہوئی تو مَیں بی۔ اے۔کرنے کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک دفتر میں ملازم تھا اور جس پوسٹ پر کام کررہا تھا وہ بہت ترقی والی پوسٹ تھی اور افسران بھی میری کارکردگی سے بے انتہا خوش تھے۔ اسی اثناء میں حضرت والد صاحب نے اپنے چار بیٹوں کو جو کالج کی تعلیم سے فارغ ہوکر سرکاری دفاتر میں کام کررہے تھے خدمت دین کے لئے وقف کردیا۔اس پر سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی کہ ہر بیٹا برضا ورغبت وقف کی تحریری درخواست خود ارسال کرے تاکہ وقف منظور کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔میرے لئے ضروری تھا کہ مَیں زندگی کا دھارا موڑنے والا یہ اہم قدم اٹھانے سے پہلے اپنی اہلیہ سے مشورہ کرتا۔میرے لئے ایسا کرنا اس لئے بھی بدرجہ اولیٰ ضروری تھا کہ میری اہلیہ اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔زمیندار ہونے کی وجہ سے گھر میں دودھ،دہی اور خالص گھی کی بہت ریل پیل تھی اس لئے وہ بہت نازونعم میں پلی بڑھی تھیں۔تنگی وترشی سے ان کا کبھی واسطہ نہ پڑا تھا۔ جب مَیں نے اس بارہ میں ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے نہایت شرح صدر کے ساتھ بخوشی وقت کے فیصلہ کو قبول کیا اور کہا کہ ایسے نیک ارادہ میں مَیں کبھی حائل نہیں ہوسکتی ہوں۔ آپ خدمت دین کے لئے زندگی وقف کردیں۔مَیں تنگی ترشی میں گزارہ کرلوں گی۔نہ آپ کو زیربار ہونے دوں گی اور نہ کبھی حرف شکایت زبان پر لاؤں گی ۔چنانچہ 1946ء میں ہم سرکاری ملازمت اور دہلی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر قادیان کی مقدس بستی میں آ آباد ہوئے۔حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسعود احمد کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق سے نوازا۔ جب تک ہم قادیان میں رہے حضرت مولوی صاحبؓ ہفتہ میں ایک بار تو ضرور اور کبھی کبھار دوبار اپنی چہیتی بھتیجی سے ملنے کے لئے ہمارے گھر تشریف لاتے اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔

واقعی میری اہلیہ نے وقف میں میرا پورا پورا ساتھ دینے کا جو عہد کیا تھا اسے خاص تعہد سے نبھانے میں کمال کردکھایا اور اس امر کے باوجود وہ اپنے اس عہد کو پوری وفاداری سے نبھاتی چلی گئیں کہ انہیں تنگدستی میں پیدائشی طور پر بیمار اولاد کو سنبھالنا پڑا اور گھرداری کے ساتھ ساتھ علاج معالجہ اور تیمارداری کی مشقتیں اٹھا کران کی پرورش کرنا پڑی اور پھر اولاد کی وفات کے پے درپے صدمات بھی صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنا پڑے۔ایک بیٹی اور ایک بیٹا نوعمری میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے ۔ایک بیمار بیٹا اور ایک پیدائشی معذور بیٹی زندہ رہی اور دونوں جوانی کی عمر سے گزر کر بڑی عمر میں فوت ہوئے ۔ یہ بیمار بیٹا صحت یاب ہوا۔ جرمنی کے بینک آف امریکہ میں ملازم ہوا۔ بہت نیک نامی کے ساتھ ملازمت کی ۔لیکن کینسر کے مرض میں مبتلا ہوکر دیکھتے ہی دیکھتے لاولد دنیا سے رخصت ہوگیا۔ دوبیٹیوں اور پانچ بیٹوں میں سے تین بیٹے بفضل اللہ تعالیٰ صحت مند پیدا ہوئے اور زندہ رہے۔عرفان احمد خان ،ابراہیم عثمان خان اور ڈاکٹر عمران احمد خان ماہر امراض بچگان بفضلہٖ تعالیٰ حیات،شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت ڈالے اور ان کی اولادوں کو دینی ودنیوی لحاظ سے اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔آمین۔

مرحومہ کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ گھرداری میں سلیقہ شعاری کی مثال قائم کر دکھائی۔ گھریلو اخراجات کو اس قدر منضبط طریق پر چلایا کہ قلیل آمدنی کے باوجود کبھی کسی سے ایک پیسہ بھی ادھار نہیں لیا۔آمد سے زیادہ کبھی خرچ نہ کیا بلکہ قلیل رقم پس انداز کرکے غریبوں کی امداد بھی کی اور حسب توفیق بعض ضرورتمندوں کو قلیل رقمیں بطور قرض بھی دیں اور واپسی کا مطالبہ کبھی نہ کیا۔کسی نے قرض کی رقم واپس کردی تو سبحان اللہ!اگر کوئی واپس کرنے کے قابل نہیں ہوسکا تو اس کے حق میں فراخی کی دعا کرچھوڑی۔

گھر کے کاموں،بچوں کے علاج معالجوں کے جھمیلوں سے انہوں نے مجھے کلیۃً فارغ کرچھوڑا تھا تاکہ مَیں دین کے کاموں کے لئے صحیح معنوں میں وقف رہوں۔کام بھی میرے سپرد ایک نہیں بیک وقت کئی تھے۔ روزنامہ الفضل کی نائب ایڈیٹری اور پھر طویل عرصہ ایڈیٹری کے اصل کام کے علاوہ اس کے پہلو بہ پہلو اور کئی کام سرانجام دینا ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر الفرقان کی نائب ایڈیٹری پھر ماہنامہ انصاراللہ کی ابتداء اور اسی کی ادارت کی یکہ وتنہا تمام تر ذمہ داری،اور حضرت مولانا عبدالرحیم درد ایسے لائق وفائق اور نامی گرامی ناظر امور خارجہ کی حسب منشاء وہدایت بعض امور خارجہ میں ایک ادنیٰ ماتحت کی حیثیت سے ان کا ہاتھ بٹانے کی مساعی اور پھر ان مساعی کی رپورٹوں کی تیاری اور پھر الفضل کے لئے رپورٹنگ کے سلسلہ میں وقت بے وقت کی مصروفیت ۔ یہ سب کام ایسے تھے کہ ان میں مجھے دن ہی نہیں بسااوقات راتوں کو بھی مصروف رہنا پڑتا تھا۔اگر مجھے 61 سالہ رفاقت کے دوران اپنی ایثار پیشہ اہلیہ کا تعاون اور قربانی کے جذبہ کی معاونت حاصل نہ ہوتی تو مَیں ان کاموں کی انجام دہی میں پورا نہیں اتر سکتا تھا۔کیا مجال ہے جو میری اہلیہ نے کبھی گلہ کیا ہو کہ مَیں گھر کے کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتا۔سارا خاندان اس بات کا گواہ ہے کہ وہ پیسے کی تنگی ،بچوں کی بیماری اور گھر کے کاموں میں میری عدم دلچسپی کے بارہ میں کبھی کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لائیں۔زندگی کے ان سب معمولات اور غیر معمولی حالات کو انہوں نے وقف کا ایک لازمی تقاضا سمجھ کر دل سے قبول کررکھا تھا اور وہ اسی میں مگن تھیں۔حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس شدید احساس کے تحت کہ وہ ایک واقف زندگی کی اہلیہ ہیں اپنے آپ کو بھی ایک ممد ومعاون کی حیثیت سے وقف کررکھا تھا۔مَیں ان کے اس پرخلوص باہمی تعلق اور ہر ہر قدم پر مثالی تعاون کو ایک نعمت خداوندی سمجھ کر ہمیشہ خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نیک اور شکرگزار بندی کو تینوں بیٹوں اور ان کی بیویوں کی سعادت مندی کی وجہ سے آخری حصۂ عمر میں فراخی اور آرام و آسائش کی فراوانی بھی عطا فرمائی اور صبر وشکر کا ایک بہت رفیع الشان صلہ یہ بھی دیا کہ انہیں اسی دنیا میں بذریعہ رؤیائے صالحہ حصول جنت کی بشارت سے نوازا۔اور اس کے عین مطابق ہی ان کا انجام بخیر ہوا۔اور وہ ہزارہا مومنوں اور مومنات کے دلوں سے بیک وقت نکلی ہوئی دعاؤں کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوکر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوئیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں نہ صرف ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی بلکہ خاکسار کے نام اپنے دستخطوں سے تعزیتی مکتوب ارسال فرما کر مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کیں بلکہ ان کی اولاد کو بھی بیش بہا دعاؤں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مرحومہ کے ساتھ خاص مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور ان کی فرمانبردار اولاد کو اس دنیا میں بھی بھاگ لگائے اور معزز رزق بےحساب سے نوازے اور اگلے جہان میں بھی فضل بےپایاں کا سلسلہ جاری وساری رکھے آمین۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10 Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بینن (مغربی افریقہ) میں کولن ڈیپارٹمنٹ میں

مسجد الطاہر کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر ۔مبلغ سلسلہ بینن)

یہ مسجد بینن میں کولن (Collines) ڈیپارٹمنٹ کے Monka نامی گاؤں میں تعمیر کی گئی ہے۔ یہ گاؤں بینن کے بڑے شہر (Save) ساوے سے جانب مشرق 33 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں مبلغ سلسلہ مکرم اصغر علی صاحب بھٹی ہیں جن کی زیرِنگرانی اس مسجد کی تعمیر کا کام ہوا۔ مورخہ 26 مئی 2005ء کو افتتاح عمل میں آیا۔ اس افتتاحی تقریب کے لئے محترم امیر صاحب بینن کے ہمراہ دس افراد پر مبنی مرکزی وفد جب گاؤں پہنچا تو اہلِ گاؤں نے بڑے منظّم انداز میں گرم جوشی سے استقبال نعرہ ہائے تکبیر اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ورد کے ساتھ کیا۔ اس موقع پر گاؤں کے بچوں نے قومی ترانے گاتے ہوئے پریڈ کی اور خوش آمدید کہا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور پھر علاقہ کی مختلف اتھارٹیز نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر کے جماعت احمدیہ کے کاموں کو سراہا۔ اس موقع پر جباتا (Gabata) نامی علاقہ کے بادشاہ نے مسجد کی تعمیر پر شکریہ اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری دعا ہے کہ یہ گھر اور بھی وسعت پکڑ جائے اور قریب کے دوسرے گاؤں والوں کو بھی توفیق ملے کہ ایسے ہی خدا کے گھر اپنے علاقہ میں بھی بنوائیں جہاں سارے اکٹھے ہوکر اپنے رب کو پُکارا کریں اور اسکی عبادت بجالائیں۔

پھر Monka[3] بادی کے ایک نمائندہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ جہاں ہم امیر صاحب اور مبلغین کے شکر گزار ہیں وہاں اوّل طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دلی طور پر مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے ملک کا دورہ کیا اور ان کے ارشاد پر مساجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ بعدازاں اس گاؤں کے بادشاہ نے حضور انور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں تمام مذاہب اور خصوصاً احمدیت کے لئے امن اور ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور ان کا کوئی دوسرا قرآن سوائے قرآن مجید کے اور کوئی دوسرا رسول سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ یہ ان کی سچائی اور ہمدردیٔ خلق ہی کی علامت ہے کہ اس مسجد کی تعمیر میں تمام مذھب کے لوگوں نے آکر کام کیا ،وقارِعمل کیا۔ ہے یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جماعت احمدیہ کی یہ خدمات ہمارے حصہ میں آئیں۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے کہا کہ یہاں مسجد کی تعمیر کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے گاؤں والوں کو اس کو آباد رکھنے اور ہرآن نمازیوں سے بھرا رکھنے اور نمازیوں کی تعداد بڑھانے کی تلقین کی۔ پھر محترم امیر صاحب نے اس گاؤں کے بادشاہ، سنٹرل امام اور مبلغ سلسلہ کو ساتھ لیکر یادگار تختی کی نقاب کشائی کی۔ اس دوران تمام حاضرین جو 235 کی تعداد میں تھے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرتے رہے اور پھر اسی پُرکیف منظر میں دعا کی گئی۔ جس کے بعد سب مسجد کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں گاؤں کے بادشاہ نے کہا کہ امیر صاحب میں خود یہاں پر نمازیوں کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کروں گا۔ اور کچھ عرصہ میں ہی یہ مسجد چھوٹی پڑ جائے گی اور تمام لوگ احمدی مسلمان ہوجائیں گے۔ انشاءاللہ۔

بعدازاں نماز ظہر ادا کی گئی۔ اس مسجد کی تعمیر میں گاؤں کے تمام افراد نے اپنی بساط کے مطابق کام کیا۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ زمین سے پانی کا میسر آنا کافی دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ دور دراز کنوئیں ہیں یا پھر بارشوں کا پانی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ گاؤں کی عورتیں دور دراز علاقوں سے پانی لاکر مسجد کی تعمیر کے لئے دیتی رہیں جبکہ صحن مسجد اور ہال میں مٹی ڈالنے کا کام نوجوانوں نے سرانجام دیا۔ اور تعمیر میں راج گیری کے کام کے لئے خود بادشاہ نے اپنا بیٹا وقف کیا جس نے مسلسل مزدوری کی۔ علاوہ ازیں بجری اور چھت ڈالنے کے لئے لکڑی مہیا کرنے کے لئے گاؤں کے متعدد افراد نے محنت کی اور اس طرح کل ۱۴۰۰۰۰ فرانک سیفا کی بچت وقارِعمل کے ذریعہ ہوئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کو اجرِعظیم سے نوازے اور ان کے دل مسجد میں اٹکے رہیں اور اللہ کے نور سے منور ہوں تا یہ سب لوگ مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ دَارًا فِي الْجَنَّةِ کے حقیقی مصداق بن جائیں۔ (آمین ثم آمین)

❁❁❁❁❁

مرد و عورت دونوں کا اپنے سسرال سے نیک سلوک صِلہ رحمی میں آتا ہے

(خالد سیف اللہ خان ۔آسٹریلیا)

میاں بیوی کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان میں عام طور پر ایک اہم حصہ کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور وہ ہے اپنے سسرالی عزیزوں سے نیک سلوک خواہ وہ رشتہ داروں میں سے ہوں یا غیروں میں سے ہوں۔

جو آیات نکاح کے موقعہ پر تلاوت کی جاتی ہیں اُن میں سے ایک میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۔اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: 2) جس کے معنے ہیں کہ تم تقویٰ کرو اللہ کا جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور تقویٰ کرو رحموں کا۔ اَرْحَام کا لفظ رِحم کی جمع ہے۔ یہاں تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ خدا کی ناراضگی کے خوف سے بچتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنا۔ یعنی اللہ کے حقوق کی نگہداشت کرو اور رحمی تعلقات کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ خدا نے یہاں صلہ رحمی کی اس قدر تاکید کی ہے کہ اپنے حقوق کے بعد رحمی تعلقات کی نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔

یہاں لفظ اَرْحَام میں میاں بیوی دونوں کے رحمی تعلقات مراد ہیں کیونکہ اس حکم میں مرد و عورت دونوں برابر کے شریک ہیں۔ دیکھا جائے تو تمام خونی رشتوں اور رشتہ داریوں کا تعلق کسی نہ کسی مشترک رِحم سے ہوتا ہے۔ کبھی تو براہ راست اور کبھی بعض واسطوں کے ساتھ۔ والدین کے ساتھ تو خونی رشتہ ہوتا ہی ہے۔ بہن بھائیوں کی والدہ مشترک ہوتی ہے۔ سوتیلے بہن بھائیوں کی دادی ایک ہوتی ہے۔ ایسے ہی کسی کے ساتھ دادی مشترک ہوتی ہے تو کسی کے ساتھ نانی۔ پھر اور اوپر چلیں تو دادیوں نانیوں کی مائیں وغیرہ اور یوں تمام انسان ایک ماں حوّا کی وجہ سے انسانی رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لئے بنی نوع انسان کے حقوق کو بھی ایک وسیع دائرے میں صلہ رحمی میں ہی خدا تعالیٰ نے داخل فرما دیا ہے جیسے فرمایا: ”اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا“۔

مذکورہ بالا آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تم صرف اپنے ہی رحمی تعلقات کے حقوق و فرائض ادا کرو بلکہ فقط اَرْحَام کہا گیا ہے اَرْحامُکُمْ نہیں کہا گیا۔ جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ تم نہ صرف اپنے بلکہ بیوی کے جو رحمی رشتہ دار ہیں ان کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔

بہت مرد ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ میری بیوی کا تو فرض بنتا ہے کہ میرے رحمی تعلقات کا خیال رکھے لیکن یہی حق بیوی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کے خاندان کو تو غیر سمجھتے ہیں لیکن خود اس کو اپنے خاندان میں مدغم سمجھتے ہیں۔ بیویوں کو تو اپنے خاندان کا حصہ بنا لیتے ہیں لیکن خود ایسا کرنا مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں۔

جو چیز قابل غور ہے وہ یہ کہ جس طرح مرد کو اپنے رحمی تعلقات کی نگہداشت کا حکم ہے ایسا ہی حکم عورت کو بھی ہے۔ اگر مرد اپنی بیوی سے تعاون نہ کرے تو وہ اپنے رحمی رشتہ داروں کے حقوق کیسے ادا کرسکتی ہے۔ صلہ رحمی جس طرح مرد پر فرض ہے ویسے ہی عورت پر بھی فرض ہے۔ اس لئے مرد کا فرض ہے کہ عورت اگر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور احسان کا معاملہ کرنا چاہے تو خدائی حکم ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (ایک دوسرے کے ساتھ نیکی ، احسان اور تقوٰی کے کاموں میں تعاون کیا کرو) کے ماتحت بیوی کو روکے نہیں بلکہ اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے اور اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ بالکل یہی حکم بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا ہے۔ ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو حقوق و فرائض مرد کے عورت پر ہیں بالکل ویسے ہی عورت کے مرد پر بھی ہیں۔ لہٰذا اس حُکم میں اپنے اور اپنے ساتھی دونوں کے اَرْحَام کے تقاضوں کا خیال رکھنا شامل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ: 229) کہ اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اُتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) اُن پر ہے۔

حدیث میں بھی صلہ رحمی کی اس قدر اہمیت بیان ہوئی ہے کہ خدا نے اپنی رحمانیت کے ماتحت فضل فرمانے کو صلہ رحمی کے ساتھ گویا باندھ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ خدا فرماتا ہے: اَنَا الرَّحْمٰنُ وَاَنْتَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ اِسْمَكَ مِنْ اِسْمِيْ ۔فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهٗ یعنی مَیں رحمان ہوں (بن مانگے دینے والا۔ بغیر حق اور بن عمل کے فضل فرمانے والا) اور تو رحم ہے۔ میں نے تیرا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔ پس جو شخص رحمی تعلقات کو ملائے رکھتا ہے (ٹوٹنے نہیں دیتا) میں بھی اپنا تعلق اس سے ملائے رکھتا ہوں اور جو شخص قطع رحمی کرتا ہے میں بھی اُس سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صلہ رحمی کو حقیقی احمدی ہونے کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص اپنے ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص **اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب** سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔ (کشتیٔ نوح)

حدیث میں آتا ہے، جُبیرؓ بن مُطعم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رشتہ داری کے تعلقات کو توڑتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(ریاض الصّالحین حدیث نمبر 341)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے بارہ میں فرمایا: اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ (ریاض الصالحین نمبر337) کہ خالہ بھی ماں کی طرح ہے۔ خالہ سے متعلقہ رشتوں کا لحاظ رکھنا بھی خود بخود اس میں شامل ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمی رشتہ داروں کا اتنا پاس تھا کہ آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی پیدائش سے کوئی اڑہائی ہزار سال پہلے ایک نیک مصری خاتون سے شادی کی تھی جس کی نسل سے آپ کی قوم تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مصر فتح کرو تو وہاں کے لوگوں کا خیال رکھنا وہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ تمہاری دادی ہاجرہ مصر سے تھیں۔

اللہ اللہ کیا صلہ رحمی ہے۔ لوگ تو اپنے سسرال کے حقوق کا بھی خیال نہیں کرتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ 2500 سال پہلے گزرے اپنے ایک دادا کے سسرال کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ۔

☾☾☾☾☾☾

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

ادا کریں اور خود سٹالوں والے بھی اس کی پابندی کریں۔حضور اقدس نے ان نصائح کے بعد رات آٹھ بج کر پچپس منٹ پر دعا کرائی اور پھر مئی مارکیٹ کے صدر دروازہ پر قائم کئے گئے شعبہ رجسٹریشن کی طرف تشریف لے گئے جہاں امسال پہلی مرتبہ مستقل نوعیت کے کارڈز کے ذریعہ داخلہ کا نظام جاری کیا گیا تھا۔ یہاں اس نظام کے انچارج مکرم طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے حضور کا استقبال کیا اور ان کے نائب مکرم کاشف پرواز صاحب نے حضور انور کو اس نئے سسٹم کی تفصیلات بتلائیں۔اس کے بعد حضور انور نے اپنا داخلہ کارڈ مشین میں ڈال کر اس نئے سسٹم کا افتتاح فرمایا۔اس کے بعد حضور نے دریافت فرمایا کہ اس کا ریکارڈ کہاں ہے تو کاشف صاحب نے متعلقہ پروگرام کو چلایا تو کمپیوٹر سکرین پر حضور کے کارڈ کی جملہ تفصیلات آ گئیں جن کے مطابق 20:28:58 بجے اِس سسٹم کا افتتاح ہوا تھا۔اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس شعبہ کے مرکزی دفتر میں تشریف لے گئے اور اس نظام کے کنٹرولنگ اور ریکارڈنگ کے نظام کا جائزہ لیا۔

اس شعبہ کا معائنہ فرما کر حضور انور کھانے کی اُس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں تمام کارکنان کھانے کی میزوں کے گرد بیٹھے تھے اور حضور کے لئے ایک چھوٹا سا سٹیج بنایا گیا تھا۔حضور کے اپنی جگہ تشریف فرما ہونے کے تھوڑی دیر بعد کھانے کا آغاز ہوا اور اس طرح سے جملہ کارکنانِ جلسہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھانا تناول کرنے کی سعادت حاصل کی۔کھانے کے بڑے ہال میں نمازِ مغرب و عشاء حضور انور کی امامت میں باجماعت ادا کی گئیں جس کے بعد حضور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور اس طرح اس روز کی مصروفیات بھی کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچیں، الحمدللہ۔

(رپورٹ مرتبہ:محمد الیاس منیر۔جرمنی)

26/اگست 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے تیسویں جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔جماعت جرمنی کا یہ جلسہ سالانہ، جماعت کے مرکزی سنٹر بیت السبوح فرنکفرٹ سے 100 کلومیٹر کے فاصلہ پر آباد شہر Mannheim میں Maimarkt کے مقام پر ہو رہا ہے۔اس Maimarkt کا رقبہ دو لاکھ مربع میٹر ہے۔وہاں سارا سال بڑے بڑے فنکشن ہوتے ہیں۔اس ایریا کے اردگرد 20 ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی گنجائش موجود ہے۔یہاں جو سب سے بڑا ہال ہے اس کا رقبہ 8 ہزار مربع میٹر ہے اور اس میں ایک وقت میں 24 ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔جماعت احمدیہ جرمنی 1995ء سے اس جگہ اپنے جلسہ سالانہ کا انعقاد کر رہی ہے۔یہ ساری جگہ پختہ اور بہت صاف ستھری ہے اور اس وسیع و عریض ایریا میں مختلف مارکیز اور بڑی تعداد میں خیمے لگا کر جلسہ کے انتظامات مکمل کئے گئے تھے۔

دوپہر ایک بجکر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور صدر دروازے سے گزرتے ہوئے اس چبوترے پر تشریف لے گئے جہاں پرچم کشائی کی تقریب ہونی تھی۔حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا۔جب کہ امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔پرچم لہرانے کے ساتھ ہی بہت سارے کبوتر آزاد فضا میں چھوڑے گئے۔پرچم لہرانے کی تقریب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔مردانہ جلسہ گاہ کے اس بڑے وسیع و عریض ہال کو بڑے خوبصورت بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔سٹیج کے پیچھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے "نظام وصیت" کے تعلق میں ایک ارشاد پر مشتمل بہت بڑا بینر لگایا گیا تھا جس نے اس سارے ہال کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا تھا۔

خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ کا افتتاح

آج کے خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی حضور انور نے جماعت احمدیہ جرمنی کے تیسویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ آل عمران کی آیت 104 کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا مضمون بیان فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بے شمار احکامات دے کر ان پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر انعام ہے۔اس اللہ کی رسی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

حضور انور نے صحابہ کرامؓ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح انصار نے مکّہ کے مہاجرین کو اپنا بھائی بنایا۔ اپنی آدھی جائیدادیں بھی ان کو دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ بعضوں نے یہاں تک کہا کہ ہم اپنی ایک بیوی کو طلاق دیتے ہیں تم اس سے شادی کر لو۔تو اس حد تک بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا ہو گئی۔محبت اور بھائی چارے کی یہ فضا صرف امن اور آسائش کے وقت میں نہیں تھی بلکہ جنگ اور تکلیف کی حالت میں بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے اور یہ صرف اس لئے تھا کہ ان لوگوں نے اللہ کی رسی کی پہچان کی اور اسے مضبوطی سے پکڑا۔

حضور انور نے جنگ یرموک کا وہ واقعہ بیان فرمایا جب کچھ صحابہ شدید زخمی تھے اور ایک شخص پانی لئے ایک زخمی صحابی کے پاس آیا جو جان کنی کی حالت میں تھے تو ان کے ساتھ تڑپنے والے صحابی کے کراہنے کی آواز آئی۔پہلے زخمی نے کہا کہ پانی ان کے پاس لے جاؤ۔جب پانی پلانے والا دوسرے زخمی صحابی کے پاس پہنچا تو ایک تیسرے زخمی صحابی نے پانی مانگ لیا۔ دوسرے صحابی نے کہا پہلے اُسے دو جس نے پانی مانگا ہے۔جب پانی پلانے والا تیسرے صحابی کے پاس پہنچا تو وہ پانی پینے سے پہلے ہی اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔جب یہ واپس دوسرے صحابی کے پاس پہنچا تو ان کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور پھر جب یہ پانی پلانے والا شخص پہلے کے پاس پہنچا تو وہ بھی اللہ کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: ان لوگوں نے قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے کا یہ انقلاب آنحضرت ﷺ سے منسوب ہونے کے بعد قائم کیا ہے۔انہوں نے یہ معیار حاصل کئے اور یوں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا،قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔وہ رسّی تھی اللہ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے جس کے حکموں پر عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قُرب پانے والا بن جاتا ہے۔وہ رسّی تھی نبی کریم ﷺ کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لئے صحابہؓ ہر وقت تیار رہتے تھے اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں ان کے توسط سے مسلمانوں نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آخرین میں سے تیری امت میں سے تیری لائی ہوئی شریعت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے میں مسیح و مہدی کو مبعوث کروں گا تا کہ پھر وہ احکامات لاگو ہوں تا کہ پھر اللہ کی رسی کی قدر کا احساس پیدا ہو،تا کہ پھر اس مسیح و مہدی کو ماننے والے اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک انقلاب آج سے چودہ سو سال قبل آیا تھا اور دشمن کو بھائی بھائی بنایا گیا اور ایک انقلاب اس زمانے میں اس نبی امّی کی قوت قدسیہ کی وجہ سے اس کے عاشق صادق کے ذریعہ سے برپا ہوا ہے جس نے تمہیں پھر سے اکٹھا کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے غلامِ صادق کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہوگی وہ علیٰ منہاج نبوت ہوگی اور اس کا دور قیامت تک چلنے والا دور ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت کے قیامت تک قائم رہنے کے بارہ میں بعض لوگ اس کی اپنی وضاحت اور تشریح بھی کرتے ہیں۔ہم میں سے بھی بعض لوگ بعض دفعہ باتیں کرتے رہتے ہیں تو آج جو یہ باتیں کرتا ہے کہ قیامت تک اس نے رہنا ہے یا نہیں وہ بھی اللہ کی رسّی کو کاٹنے کی باتیں کرتا ہے۔اگر کوئی دلیل ان کے پاس اس چیز کی ہے بھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف کے بعد ہر چیز باطل ہو چکی ہے۔وہ دلیل اپنے پاس رکھیں اور جماعت میں فساد پیدا نہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ہی ہے۔آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔پس اس رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا۔اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے۔

حضور انور نے جماعت کو خلافت جوبلی کے لئے دعاؤں اور عبادات کا جو پروگرام دیا ہے اس کی طرف بھی توجہ دلائی۔اسی طرح جماعت جرمنی کو سو مساجد کے منصوبہ کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تین سال کے بعد ہونے والی خلافت جوبلی تک اس کام میں تیزی پیدا کریں۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن علیحدہ شائع ہو چکا ہے)۔پرچم کشائی کی تقریب اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوا۔

تین بجے حضور انور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے ساتھ میٹنگ میں زرّیں ہدایات

پروگرام کے مطابق سوا آٹھ بجے شام احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو اور جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا۔جس کے بعد نیشنل سیکرٹری تعلیم طاہر محمود صاحب نے حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی تعلیمی میدان میں ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔چند سال قبل ایسے طلبا و طالبات جو یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم تھے یا جنہوں نے گریجوایشن کیا تھا صرف چند تھے۔جب کہ گزشتہ دو سالوں میں صرف گریجوایشن کرنے والوں کی تعداد دو صد سے تجاوز کر چکی ہے اور اس سال یونیورسٹی یا ٹیکنیکل کالجز میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد دو سو اور طلباء کی تعداد پونے تین سو سے زائد ہو جائے گی۔انشاءاللہ

جرمنی میں احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا قیام اپریل 2000ء میں عمل میں آیا تھا۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف فیلڈز میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا نے مختلف شعبوں میں جماعتی امور میں خدمات سرانجام دینے کا آغاز کر دیا ہے اور یہ سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے۔

نیشنل سیکرٹری تعلیم کے ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے طلبا اور طالبات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ میں چند باتیں آپ سے کروں گا بلکہ بعض سوالات آپ سے پوچھوں گا۔

حضور انور نے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ طلبا اور طالبات کو جو آپ نے سرٹیفکیٹ اور میڈلز وغیرہ دینے ہیں اس کے لئے آپ نے کیا معیار بنایا ہے۔یونیورسٹی یا بورڈ جو سرٹیفکیٹ دیتا ہے اس کا کیا معیار ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ O Level اور اس سے اوپر کے Level کے طلبا کو جنہوں نے امتیازی پوزیشن لی ہے سرٹیفکیٹ دینے چاہئیں تا کہ ان میں پڑھائی کا شوق پیدا ہو۔

حضور انور نے طالبات سے دریافت فرمایا کہ کتنی ہیں جو Phd (یا Msc سے آگے تعلیم حاصل) کر رہی ہیں اس پر چند بچیوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔پھر حضور انور نے طلباء سے دریافت فرمایا۔کہ کتنے طلباء ایسے ہیں جو Msc سے آگے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس پر طلباء نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے جس پر حضور انور نے فرمایا کہ لڑکوں میں یہ تعداد زیادہ ہے۔ شکر ہے کہ لڑکوں میں پڑھائی کا رجحان پیدا ہوا ہے۔

یونیورسٹی لیول میں جہاں لڑکیوں کی کافی تعداد ہے وہاں لڑکوں کی بھی کافی تعداد ہے۔پھر حضور انور نے باری باری طلباء اور طالبات سے بھی یہ دریافت فرمایا کہ کتنی تعداد

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

ایسی ہے جن کو اردو نہیں آتی۔ اس پر بھی بعض طلبا اور طالبات نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

حضور انور نے طلباء کو ہدایت فرمائی کہ آپ اپنی سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کو اچھی طرح آرگنائز کریں۔ اسی طرح لڑکیوں کی طرف سے لجنہ کی طرف سے ان کو آرگنائز کرنا چاہئے۔ حضور انور نے طالبات سے فرمایا۔ آپ اپنا علیحدہ گروپ بنائیں۔ آپ لڑکوں کے گروپ کی ممبر نہیں ہوں گی۔ آپ کی علیحدہ Identity ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب ماشاء اللہ آپ لوگوں میں پڑھنے کا رجحان پیدا ہوا ہے۔ صرف ایک بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام ملا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگلی صدی میں جماعت احمدیہ کے پاس اتنے سائنسدان ہونے چاہئیں جو ان کے نقش قدم پر چلیں۔

حضور انور نے فرمایا اگلی صدی کو کئی سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسا سائنسدان نظر نہیں آتا جو ان کے نقش قدم پر ہو۔

حضور انور نے فرمایا واقفین نو بچے بڑی امید دلاتے ہیں کہ وہ یہ بنیں گے لیکن اس میں ابھی بہت وقت درکار ہے۔

حضور انور نے فرمایا اب یہاں جرمنی میں جو رجحان پیدا ہوا ہے اور سیکرٹری صاحب تعلیم نے رپورٹ دی ہے کہ اب اتنے طلبا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں فیس بھی کم ہے اور تعلیم سستی ہے اس لئے اس موقع سے آپ سب کو فائدہ اٹھانا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ لڑکیاں تو محنت کر کے پڑھائی کر لیتی ہیں لیکن لڑکوں میں جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے رجحان کم ہے۔ لازمی تعلیم کے حصول کے بعد کوئی ہنر سیکھنے کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اس تعلیمی ماحول میں جہاں فیس اور تعلیمی اخراجات کم ہیں یہ ناشکری ہوگی اگر ہمارے طلبا تعلیم کی طرف توجہ نہ دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کالجز اور یونیورسٹی کے طلبا کو آرگنائز کرے۔ آپ فہرستیں بنائیں کہ لازمی تعلیم کے حصول کے بعد کتنے ایسے ہیں جو آگے مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو تعلیم چھوڑ رہے ہیں۔ خدام الاحمدیہ اپنے طور پر فہرستیں تیار کرے گی اس طرح موازنہ ہو جائے گا۔ اسی طرح لڑکیاں علیحدہ اپنی فہرستیں تیار کریں۔

حضور انور نے فرمایا اس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کتنے ہیں جنہوں نے پڑھائی کے لئے آگے داخلہ لیا ہے اور یونیورسٹی یا کالجز میں داخلہ لیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پھر طلبا کی کونسلنگ کا بھی انتظام ہونا چاہئے۔ طلبا کو بعض دفعہ یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کونسا مضمون لیا جائے۔ فرمایا طلبا کا رجحان دیکھ کر ان کو گائیڈ کریں۔ نیز فرمایا آپ کے ہاں ڈاکٹر نعیم طاہر صاحب جیسے پڑھے لکھے موجود ہیں۔ کچھ اور بھی مل جائیں گے۔ یہ لوگ طلبا کو گائیڈ کریں کہ کونسی لائن لینی ہے، کونسا مضمون ان کے لئے بہتر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عموماً رجحان یہ ہو گیا ہے کہ آسان سا مضمون لیا جائے اور جلدی پڑھائی کو ختم کیا جائے۔ فرمایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کمپیوٹر میں بھی جاتے ہیں تو کمزور شعبہ میں جاتے ہیں، گرافکس میں جاتے ہیں۔ اس کا اتنا فائدہ نہیں ہے۔ کمپیوٹر انجنیئر نگ میں جانا چاہئے۔ فرمایا اس طرح طلبا کی Proper کونسلنگ ہونی چاہئے تا کہ ان کے لئے بہتر مضمون کا انتخاب ہو سکے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں جرمنی میں دو چار لڑکوں نے مل کر جلسہ سالانہ کے لئے کارڈ بنائے ہیں اور پھر ان کا چیکنگ کا بہت اچھا سسٹم ہے۔ اس طرح کے لوگوں کو دوسروں کو بھی گائیڈ کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا مختلف شعبہ جات کے ماہرین کو بلوائیں جو لیکچر دیں، غیروں کو بھی بلوا سکتے ہیں۔ ان کی کونسلنگ سے علم ہوگا کہ کونسا شعبہ ہے جو آگے دنیا اور مستقبل میں کام آنے والا ہے۔

فرمایا اس لحاظ سے باقاعدہ کونسلنگ ہونی چاہئے۔ اپنی محدود سوچ رکھ کر نہیں کرنی، اپنی سوچ کو وسیع کرنا ہوگا۔ تو امید ہے انشاء اللہ اس سوچ سے آپ کریں گے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ ہمیں اتنے سائنسدان میسّر آجائیں۔ تو وہ جرمنی سے ہی میسّر آجائیں۔ خداتعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین

حضور انور نے فرمایا ایک احمدی طالبعلم کو اپنا کام دعا سے شروع کرنا چاہئے۔ پڑھائی کریں اور دعا کریں۔ امتحانات ہوتے ہیں تو پرچہ شروع کرنے سے پہلے دعا کریں۔ یہ دوسروں کے لئے آپ کی انفرادیت ہوگی کہ آپ ہاتھ اٹھا کر پرچہ شروع ہونے سے قبل دعا کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ Phd کرنے کے لئے طلباء کی رہنمائی کریں۔ طلبا اس لئے Phd کی طرف نہیں جاتے کہ وہ جلدی کوئی کام شروع کرنا چاہتے ہیں تا کہ پیسے کمانے لگ جائیں۔ فرمایا کچھ لوگ ایسے نکلنے چاہئیں اور سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کو ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا چاہئے جن میں اتنا پوٹینشل ہے کہ وہ آگے مزید تعلیم حاصل کریں اور Phd کریں۔

حضور انور نے فرمایا اگر Phd میں اخراجات کی کمی کی وجہ سے روک ہے، کوئی مالی روک ہے تو مجھے بتائیں۔

بچیوں کی طرف سے اس سوال کے جواب پر کہ مزید تعلیم کے حصول میں بعض دفعہ والدین کی طرف سے روک ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بچیاں خود اپنے ماں باپ کو تسلّی کروائیں کہ ہم یونیورسٹی جائیں گی تو اپنا وقار قائم رکھیں گی۔ احمدیت کا وقار قائم رکھیں گی۔ اپنے لباس اور پردے کا خیال رکھیں گی۔ فرمایا آپ کو اپنے ماں باپ کو تسلّی کروانی ہوگی۔ حضور انور فرمایا بعض ایسی لائنیں ہیں جن میں نہیں جانا چاہئے۔ فرمایا: اگر ماں باپ سمجھتے ہیں تو وہ اپنی بچیوں کو بہتر جانتے ہیں لیکن عموماً بہت کم ہوتے ہیں جو روکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ اپنی اپنی یونیورسٹیوں میں سیمینار منعقد کروا سکتے ہیں۔ مذاہب کا تعارف ہو۔ اپنا اسلامی نظریہ پیش کریں۔ یہودی اپنا نظریہ پیش کریں اور عیسائی اپنا نظریہ پیش کریں۔ اس نہج پر آپ کو سیمینار کرنے چاہئیں۔ ہر ماہ کروائیں۔ اس طرح پڑھے لکھے طبقہ تک آپ کا تعارف ہو جائے گا۔

طالبات کی طرف سے ایک سوال کے جواب پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر مزید تعلیم کے حصول کے لئے اپلائی کرنے کے بعد دو سال انتظار کرنا پڑ رہا ہے تو اگر رشتہ مل جائے تو شادی کر لینی چاہیے۔ شادیوں کے بعد بھی بعض بچیوں نے پڑھائی کی ہے اور اپنے خاوندوں کو بھی پڑھایا ہے۔

ایک سوال کے جواب پر حضور انور نے فرمایا کہ صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف کھیلیں کھیلنی چاہئیں۔ فرمایا کھیل کو اپنا پیشہ بنانے کے لئے نہ کھیلیں جیسے یہاں لڑکوں میں رواج ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جماعت کو تو ہر فیلڈ میں سائنسدان چاہئیں۔ فزکس میں، Mathematics میں، اسی طرح آرکیالوجی ہے، کمپیوٹر سائنس اور انجنیئر نگ میں بھی آپ جا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جب سکول کی تعلیم ختم ہو جاتی ہے تو طلبا کو بتایا جائے کہ اس وقت دنیا میں اس اس مضمون کی اہمیت ہے، اس کام کی اہمیت ہے۔

حضور انور نے ایک طالبعلم کے سوال پر فرمایا کہ ’’نصرت جہاں سکیم‘‘ کے تحت ڈاکٹرز اور ٹیچرز جن کو انگریزی آتی ہے وہ ضرور وقف کریں۔ فرمایا ہمیں ڈاکٹرز کی زیادہ ضرورت ہے۔ زبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ فرنچ ممالک میں بھیجیں تو بول چال کے فقرات جلد سیکھ لیتے ہیں۔

ایک بچی کے سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ علم حاصل کر کے اگر ملازمت کرنا چاہتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ملازمت ایسی کریں جس میں احمدی عورت کا تقدس مجروح نہ ہو رہا ہو۔ احمدی عورت کا مقام اور انفرادیت متأثر نہ ہو رہی ہو۔ اپنے لباس اور پردہ کا خیال رکھتے ہوئے ملازمت کریں۔

احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے نو بجے تک جاری رہی۔ میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جہاں مغرب و عشا کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁

جس کو چُنتا ہے اپنا وہ نائب

بزم ہستی کو جو سنوارتا ہے
ذرّہ ذرّہ اسے پکارتا ہے
شان اُس کی ہے بے بہا دلکش
وہ نیا رُوپ روز دھارتا ہے
دینِ حق کا ہے خود وہ رکھوالا
دیں کا گلشن وہ خود سنوارتا ہے
جس کو چُنتا ہے اپنا وہ نائب
نُور اس پہ وہ خود اُتارتا ہے
اس کی کرتا ہے ہر گھڑی نصرت
کام اُس کے وہ سب سُدھارتا ہے
اُس کو دیتا ہے اِک حسیں صورت
حُسن اُس کا عجب نکھارتا ہے
اُس کو دے کر وہ ایک شیریں زُباں
اُس کے صوت و لحن سنوارتا ہے
اس کی الفت دلوں کی دھڑکن میں
مثلِ روحِ رواں اُبھارتا ہے
اُس کی چاہت کے شوق میں ہی سراج
اپنے شام و سحر گزارتا ہے

(پروفیسر سراج الحق قریشی۔ ایم۔ اے)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت سینفرا (Sinfra) آئیوری کوسٹ کے

پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے تقاریر، چار آئمہ کرام، میئر صاحب Sinfra اور دیگر معززین کی شرکت، جلسہ میں 509 افراد شامل ہوئے

(رپورٹ: باسط احمد مبلغ آئیوری کوسٹ)

آبی جان سے 320 کلومیٹر دور اور ریجنل ہیڈکواٹر یمسکرو سے 80 کلومیٹر کی مسافت پر واقع جماعت سینفرا (Sinfra) کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ مورخہ 24/اپریل بروز اتوار سکول ''جاماجی'' میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔

تیاری جلسہ

جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ 2005ء کے بعد سے ہی اس جلسہ کی تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ جلسہ کیلئے سینفرا شہر کے حکام سے تحریری اجازت نامے حاصل کئے گئے۔ دعوت نامے معززینِ شہر، آئمہ کرام اور دیگر افراد کو بھجوائے گئے۔ مساجد میں اعلانات کے ذریعہ بھی اس جلسہ کی اطلاع لوگوں تک پہنچائی گئی۔ جلسہ کیلئے مشن ہاؤس کے قریب سکول ''جاماجی'' میں انتظام کیا گیا تھا۔ شامیانے لگا کر نیز سکول کے برآمدوں کو استعمال کر کے وسیع جلسہ گاہ تیار کی گئی اور بینرز کے ذریعہ جلسہ گاہ کو سجایا گیا۔ ایک وسیع سٹیج بھی بنایا گیا جسے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مقامی خدام اور اطفال اور ناصرات نے جلسہ گاہ کی صفائی اور تزئین کا کام کیا۔ ان کی مدد کے لئے لوکل معلمین ابراہیم سید صاحب اور آدم داؤد صاحب کے علاوہ یمیسکرو شہر کے قائد خدام الاحمدیہ عمر کونے صاحب بھی یمسکرو کے بعض خدام واطفال کے ہمراہ موجود تھے۔

آمد مرکزی وفد

صبح ساڑھے دس بجے مکرم عبدالرشید صاحب انور امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ کی قیادت میں مرکزی وفد آبی جان سے سینفرا پہنچا۔ جہاں خاکسار باسط احمد ریجنل مشنری یمسکر وصدیق آدم صاحب یمسکرو اور مجلس عاملہ سینفرا کے بعض ممبران، مبلغ سینفرا۔ آدم داؤد صاحب، لوکل معلم ایسیا، ابراہیم سید صاحب اور لوکل معلم یمسکرو، نے مرکزی وفد کا استقبال کیا۔ مکرم امیر صاحب کے وفد میں مکرم رافع احمد صاحب تبسم مبلغ سلسلہ انچارج نصرت جہاں پریس آبی جان، مکرم اکانغے یونس صاحب نیشنل سیکرٹری آڈیو وڈیو، مکرم صدیق جالو صاحب لوکل معلم اور مکرم امیر صاحب کے والد محترم عبدالغنی صاحب جو چند روز قبل ہی پاکستان سے تشریف لائے تھے شامل تھے۔ اہلِ سینفرا مرکزی وفد کی آمد پر بہت خوش تھے۔

افتتاح جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ جماعت سینفرا کا افتتاح مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ کی زیرصدارت صبح ۱۱ بجے مکرم ابوبکر صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد عزیزم شکیل صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ ترنم سے سنایا۔ خطبہ استقبالیہ مکرم امام جیرے صاحب نے پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم ومحترم امیر صاحب نے فتتاحی خطاب فرمایا۔

امسال جلسہ سالانہ سینفرا کا مرکزی موضوع سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل تھا۔ چنانچہ آپ نے سیرۃ النبیؐ کے ایمان افروز واقعات کا بڑے خوبصورت پیرایہ میں تذکرہ کیا۔ آپ کی فرنچ تقریر کا رواں ترجمہ مکرم سید ابراہیم صاحب نے جولا میں کیا۔ دوسری تقریر مکرم صدیق آدم صاحب مبلغ سینفرا نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین'' کے عنوان سے جولا زبان میں کی۔ سوا ایک بجے نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے وقفہ ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد پونے دو بجے جلسہ کی کاروائی دوبارہ شروع ہوئی۔ مکرم صدیق جالو صاحب نے ''ظہورِ امام مہدی'' کی علامات کے عنوان سے مدلل تقریر کی۔ جس کے بعد سوالات کے لئے مختصر وقفہ ہوا۔ ۳ بجے سہ پہر اختتامی دعا کے ساتھ اس جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

اس جلسہ میں ۴ آئمہ کرام، میئر سینفرا، نمائندہ سوبریفے، سکول کے ہیڈ ماسٹر کے نمائندہ، اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں ۴ جماعتوں کے متعدد احمدیوں سمیت ۵۰۹ افراد شامل ہوئے۔

جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جسے لوکل لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے تیار کیا تھا۔

تاثرات شرکائے جلسہ

جلسہ میں شامل ایک معلّم نے بیان کیا کہ جلسہ بہت اچھا تھا۔ احمدیت کے متعلق معلومات میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ایک غیر از جماعت بڑھئی نے بیان کیا کہ سچ پوچھیں تو احمدیت کے بارہ میں آج ہی حقیقی طور پر پتہ لگا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے ورنہ اس سے قبل تو ناواقفیت ہی تھی۔ ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ احمدی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہی نہیں۔

میئر صاحب نے ذکر کیا کہ آپ کا جلسہ بہت مفید اور معلوماتی جلسہ تھا جس سے ہمارے علم اور ایمان میں ترقی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے بارہ میں ایسا بیان اس سے قبل کبھی بھی نہیں سنا تھا۔ بہت ہی عمدہ تقریر تھی۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو جماعت سینفرا کے لئے ایک اہم سنگِ میل ثابت کرے اور مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ اور کثرت سے سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آئیں۔ (آمین)

بینن (مغربی افریقہ) میں

مسجد البشیر کا بابرکت افتتاح

عوام کا پانچ زبانوں میں اظہارِ تشکر

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر مبلغ بینن)

بینن کے کولن ڈیپارٹمنٹ کے گاؤں EKPA میں محترم اصغر علی صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ کی زیرنگرانی امسال جماعت احمدیہ کو یہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی (الحمدللہ علیٰ ذٰلک)۔ اس مسجد کی تعمیر پر 1.6 ملین فرانک سیفا کا خرچ آیا جس میں سے 2 لاکھ پینتیس ہزار فرانک سیفا کا کام وقارِ عمل کے ذریعہ گاؤں کے مردوزن نے انجام دیا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

مسجد کا کام مکمل ہونے پر مورخہ 26 مئی 2005ء کو شام چار بجے محترم امیر صاحب بینن نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔ EKPA کا گاؤں توئی گاؤں سے جانب شمال 6 کلومیٹر کے فاصلے پر برلب سڑک واقع ہے۔ اس افتتاحی تقریب کیلئے اس گاؤں کے علاوہ قریبی گاؤں سے بھی معززین تشریف لائے جو مختلف رنگ کے لباسوں میں ملبوس تھے۔ پانچ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے ان افراد نے مرکزی وفد کے روایتی استقبال کے بعد باری باری سٹیج کے سامنے آ کر ڈھول کی تاپ کے ساتھ اپنی اپنی زبان میں درج ذیل مضامین پر نغمات گائے اور مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

''اناگو'' (Anago) زبان کے لوگوں نے اسلام کے استحکام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلیت پر مبنی نغمے گائے۔

''اتاکورا'' (Atacora) زبان بولنے والی قوم نے گیت میں کہا کہ ہر ترقی کے حصول سے پہلے مشکلات ہوتی ہیں اور جو بلند مقام پر پہنچتا ہے لازم ہے کہ دشوار گزار راستوں سے گزرے۔ (ان کے یہ نغمات اس بات کی نشاندہی تھے کہ اس مسجد کا حصول ہماری سالوں کی لگن اور چاہتوں کا نتیجہ ہے)۔

تیسری قوم ''پَیل'' (Peulh) نے اپنے نغمات میں کہا کہ یہاں دوسرے بھی مسلمان فرقے ہیں مگر کسی نے اس طرح فلاح و بہبود کا نہیں سوچا جس طرح کہ جماعت احمدیہ نے سوچا۔ انہیں ہماری عبادتوں تک کی فکر ہے۔ انہوں نے ہمارے لئے مسجد تعمیر کی ہم سب اہلِ Peulh ان کے ساتھ ہیں ہم سب ان سے راضی ہیں۔

چوتھی ''باریبا'' (Bariba) قوم کے لوگوں نے کرتب دکھائے اور اپنے نغمات میں کہا کہ اے لوگو! احمدیوں کی طرح ہو جاؤ دوسرے لوگ کام کرتے ہیں پیسے کمانے کیلئے جبکہ یہ لوگ کام کرتے ہیں دوسروں کو منظّم کرنے کے لئے اسلئے ہم ان کے ساتھ ہیں۔

پانچویں باری ''یوم'' زبان بولنے والوں کی تھی انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ احمدی اچھے نہیں لیکن جو احمدیوں نے کیا وہ ہمارے لئے اچھا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا اور پہچان لیا ہے کہ احمدیت ہی اچھی ہے۔ دوسروں نے تو صرف باتیں کیں جبکہ اِنہوں نے عمل کر دکھایا۔

یہ تمام نغمات کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ وقت کی قلت کے باعث روک کر تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کے بعد علاقہ کے معززین نے تقاریر کیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

صدر جماعت EKPA نے اپنی تقریر میں بغیر کسی تمیز مذہب ورنگ نسل کے ہر ایک کیلئے مسجد کے دروازے کھلے رکھنے کا اعلان کیا اور کہا کہ ہر ایک آئے اور اللہ کی عبادت بجالائے۔

پھر بادشاہ EKPA نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں تمام لوگوں اور خصوصاً احمدیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں خدا کا گھر بنا کر دیا۔ ہم یہاں پر خدا کی عبادت کیلئے بالکل تیار ہیں۔ اب ہم حقیقی مسلمان بنیں گے۔ پہلے ہم نماز نہ پڑھ سکتے تھے اب ہم نماز باجماعت پڑھیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

بعدازاں قریبی جماعت ''توئی'' کے صدر صاحب نے اس علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ اور مخالفت کے واقعات بتاتے ہوئے عوام کو متنبہ کیا کہ نتائج دیکھ لیں۔ اب بینن میں ہر طرف احمدیت ہی احمدیت ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگ قول کے سچے اور وعدہ کے پکے ہیں۔

اس طرح بعض اور لوگوں نے بھی تقاریر کیں جس کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں محترم صدر صاحب توئی کی بات کو بڑھاتے ہوئے کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں۔ آج ان کیلئے پہلی گواہ تو یہ مسجد ہے یہ مسجد اسلام کی نہیں تو کیا ہے۔ اب دوسرے گواہ آپ لوگوں نے بننا ہے اللہ کے گھر کے ساتھ لگن اور محبت کے اظہار سے۔ جس طرح ماں کھانا تیار کر کے رکھ نہیں دیتی بلکہ تقسیم کرتی ہے اور جن بچوں کو کھانا نہیں آتا انہیں کھلاتی اور سکھلاتی ہے۔ اس طرح آپ بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ مسجد کو تعمیر کر کے چھوڑ نہیں دینا بلکہ اس کی برکات اپنے بچوں میں بھی تقسیم کرنی ہیں ......اور جس طرح اس سڑک پر داخل ہوں گے تو اگلے شہر جائیں گے اسی طرح مسجد میں داخل ہوں گے تو خدا تک پہنچ پائیں گے۔ محترم امیر صاحب کی تقریر ابھی جاری تھی کہ ایک آدمی نے بلند آواز سے یہ بات کہی کہ:

''میں پہلے مسلمان نہ تھا مَیں عیسائی تھا اب مَیں مسلمان ہوتا ہوں اور مَیں اس مسجد کو آباد رکھوں گا''۔

بہرحال امیر صاحب کی تقریر کے بعد سب لوگ درود پڑھتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور صحنِ مسجد میں موجود تختی پر صدر صاحب جماعت وزعیم انصاراللہ کو ساتھ لے کر امیر صاحب نے تختی کی نقاب کشائی کی اور اجتماعی دعا ہوئی۔ اس موقع پر موجود 283 احباب نے اپنی خوشی کا اظہار نعرہ ہائے تکبیر سے کیا۔

آخر پر دعا ہے کہ یہ مسجد تا قیامت اس علاقہ کے عوام کے لئے توحید کی علمبردار بنی رہے اور یہ لوگ اپنی عبادتوں سے خدا کے محبّ بن جائیں اور ایک ہی خدا کی عبادت کرنے والے ہوں۔ (آمین ثم آمین)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

میرا دوست ۔ جھنگ کا عبقری

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ فروری 2005ء میں جناب کے، کے، کٹیال (سابق ایسوسی ایٹ ایڈیٹر دی ہندو، نیو دہلی) کا محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری اس سے ذاتی واقفیت ایم بی مڈل سکول اور گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج جھنگ کے شروع ایام میں ہوئی لیکن ہندوستان کے بٹوارے کے بعد مجھے عبدالسلام سے ملنا ممکن نہ ہوسکا تاہم 1979ء میں نوبل انعام سے نوازے جانے کے بعد وہ بھارت کے دورہ پر آیا۔ تب اس سے ہونے والی ملاقات میرے لئے ایک کڑا جذباتی تجربہ تھی۔

1938ء میں ایک روز ماسٹر کیسر داس نے مجھے ایسی نصیحت کی جو بظاہر بہت دلچسپ نظر آتی تھی: ’’اس لائق لڑکے کے ساتھ میل جول رکھنا اس کی گائیڈنس تمہارے لئے سکالرشپ حاصل کرنے میں لازماً مُمد ثابت ہوگی۔‘‘ اور یقیناً ایسا ہی ہوا۔ یہ لائق لڑکا عبدالسلام تھا۔ میں نے اس سے قدرے تذبذب اور خوف کے ساتھ پہلی ملاقات کی۔ ایسے ذہین لڑکے عموماً گستاخ پائے جاتے ہیں یا پھر کم ذہین طالب علموں کے لئے ان کے پاس کم ہی وقت ہوتا ہے۔ لیکن میرا اندیشہ غلط ثابت ہوا۔ اُس سے کسی نہ کسی مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں بار بار ملتا رہا اور ہر بار میں نے اسے صبر والا پایا۔ وہ ہر مسئلہ پوری محنت کے ساتھ مجھے سمجھاتا رہا۔ جو امر بظاہر مشکل نظر آتا تھا اس کی توضیح کے بعد آسان نظر آنے لگتا تھا۔

میرا اس کے ساتھ ایک اور تعلق بھی پیدا ہوگیا۔ سکول کے ایام کے دوران جرنلزم کے فطری تجسس کی وجہ سے میں دو اخبارات کے دفاتر کے چکر لگایا کرتا تھا جو جھنگ سے اس وقت شائع ہوتے تھے یعنی ’’جھنگ سیال‘‘ اور ’’عروج‘‘۔ عروج ڈسٹرکٹ بورڈ کی پبلیکیشن تھا جسے شعبہ تعلیم کا ایک سٹاف ممبر ایڈیٹ کرتا تھا یعنی اس دَور کا ممتاز شاعر مجید امجد۔ اس دوران امجد کے قریبی دوست اور شریک کار چوہدری محمد حسین کے ساتھ بھی میری شناسائی ہوگئی۔ آپ عبدالسلام کے والد ماجد تھے۔ اس شناسائی کی بناء پر میرا عبدالسلام کے گھر وقتاً فوقتاً جانا شروع ہوگیا۔ یہ ایک معمولی سا گھر تھا۔ عبدالسلام کے مطالعہ کے کمرہ کی دیواروں پر گارے والی مٹی کا لیپ لگا ہوا تھا۔ ایک چارپائی اینٹوں پر رکھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا میز جس پر کتابیں تہ وار رکھی ہوئیں تھیں۔ اکثر کتابوں کے حاشیئے اس کے نوٹس سے لبریز تھے۔ کچھ سال قبل میں اس گھر کو دیکھنے دوبارہ گیا جو اگرچہ حکومت پاکستان نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہوا ہے مگر بڑی قابل رحم حالت میں تھا۔ باوجودیکہ میں نے اس وقت کے وزیراعظم نوازشریف سے مکان کی بری حالت کے بارہ میں شکایت کی، مگر اس کی مرمت کے لئے کچھ بھی نہ کیا گیا۔

عبدالسلام کے ساتھ میری کوئی گہری بے تکلفی والی دوستی نہ تھی بلکہ قریبی شناسائی تھی۔ چشموں والا دبلا لڑکا، شلوار قمیص اور پگڑی پہنے جو کالج کے احاطہ میں سائیکل پر جارہا ہوتا تھا وہاں اکثر دیکھنے میں آتا تھا۔ جو اعزاز اس نے تعلیم میں اور مباحثوں میں حاصل کئے ان کی شہرت عموماً سننے میں آتی تھی۔ جب عبدالسلام نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرلیا تو اس کے والد نے ڈویژنل انسپکٹر آف ایجوکیشن سے اپنے بیٹے کی ملازمت کے لئے ملاقات کی کیونکہ ان کی فیملی اس کی ہائر ایجوکیشن کے لئے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کرسکتی تھی۔ انسپکٹر نے اس کے والد سے التماس کی کہ وہ اپنے ہونہار بیٹے کو مزید تعلیم حاصل کرنے دیں۔ نوجوان طالبعلم کیلئے سکالرشپ کا انتظام ہوگیا اور صورت حال بدل گئی۔ اس واقعہ کو کرشمہ سے کم نہیں تسلیم کیا جاسکتا کہ یوں بیسویں صدی کا ایک ذہین ترین دماغ کلرک کی ملازمت میں متاع عزیز کھپانے سے بچ گیا۔

سلام کے جملہ اساتذہ میں سے کسی کو بھی ذرا شک نہ تھا کہ اس عبقری بچے میں کس قدر خوابیدہ قوت موجود ہے۔ ’’سلام کی قسمت میں مقدر ہوچکا ہے کہ وہ نہ چھوئے جانے والی بلندیوں کو چھوئے گا‘‘۔ یہ فقرہ اردو کے استاد صوفی ضیاء الحق اکثر دہراتے تھے جو بعد میں گورنمنٹ کالج لاہور سے عربی کے استاد کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ عبدالسلام کے فزکس کے ٹیچر ہنس راج بھٹلہ بھی اس سے ملتے جلتے جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ عبدالسلام کی دہلی وزٹ کے دوران میں نے ان دو پروفیسروں کے بارہ میں بہت کچھ سنا۔ ہنس راج کو تو وہ اپنے ساتھ ان تمام یونیورسٹیوں کے دَوروں پر لے گیا جنہوں نے نوبل لارئیٹ کو مبارکباد دی تھی۔ یہ تشکر کے جذبہ کا نرالا اظہار تھا۔

یہ وہی عبدالسلام تھا جو 1979ء میں نوبل انعام ملنے کے بعد دہلی آیا مگر قدرے بدلا ہوا۔ بھرے ہوئے جسم اور داڑھی سے مرصع چہرہ کے ساتھ فزکس کے میدان میں دنیا بھر سے ملنے والی اس کی علمیت کی قدرشناسی۔ نیو دہلی میں میرے گھر عصرانے کے دوران اس نے اپنی شخصیت کے تمام امتیازی اوصاف کو بڑے ساحرانہ انداز میں بیان کیا۔ سب لوگوں پر یہ بات عیاں ہوگئی کہ وہ اپنے دیس کی مٹی سے بنا انسان تھا جس نے خالص جھنگی زبان میں بات چیت کی۔

نوبل انعام کی تقریب کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اس نے بتلایا کہ کس طرح وہ سر پر ایسی پگڑی پہننے پر مصر تھا جس میں کلغی بنی ہو۔ سویڈن میں ایسی پگڑی کا دستیاب ہونا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا تاہم اس نے پگڑی پاکستانی سفارتخانے کے ملازم سے حاصل کرلی مگر اس میں لگی کلف نے بڑی مشکل سے دوچار کردیا۔ اس تقریب کی تصاویر اگلے روز اخبارات کی زینت بنیں جس میں سلام سویڈن کی ملکہ کے ساتھ گفتگو کے دوران اس کی جانب جھکا ہوا ہے۔

انعام ملنے کے بعد اس کے بچوں نے اس سے انعامی رقم میں سے کچھ کا مطالبہ کیا مگر اس نے ان کو بتلایا کہ یہ رقم تو صرف کسی Charity (نیک مقصد) کے لئے خرچ کی جائیگی۔ اس کے بچوں نے مزاحیہ طور پر جواب دیا کیا Charity اپنے ہی گھر سے شروع نہیں ہوتی؟ تاہم سلام نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ یہ رقم ایک طور سے اپنے ہی گھر پر خرچ کی گئی یعنی رقم کا کثیر حصہ جھنگ کے گورنمنٹ کالج کو دے دیا گیا جس میں عبدالسلام سائنس بلاک تعمیر کیا گیا۔

دوستانہ گفتگو کے ماحول میں کئی موضوعات پر اس نے اظہار خیال کیا۔ دعوت میں موجود ایک مہمان نے جب برہم ہوکر کہا کہ انڈیا اور پاکستان کے تعلقات کی حد ہوگئی۔ آیئے اب فیصلہ کریں یا یوں ہوگا یا ایسے ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے جواباً کہا: لگتا ہے کہ ہمارا عزیز دوست کسی قسم کا کنٹریکٹر ہے۔

ایک اور دوست نے سوال کیا کہ کیا مذہب اور سائنس متضاد چیزیں نہیں؟ انہوں جواب دیا ہرگز نہیں، اس کے ساتھ انہوں نے قرآن کی آیات کے حوالے دئے۔ ایک اور صاحب نے سوال کیا سادہ الفاظ میں مجھے اپنی تھیوری بتلائیں جس کی بناء پر آپ کو نوبل انعام ملا ہے۔ سلام نے جواب دیا: میں نے فطرت کی مختلف قوتوں میں سے دو کو ایک ثابت کیا ہے اب میں باقی ماندہ کو ایک ثابت کرنے کی کوشش میں ہوں۔

وہ امتیازی اوصاف جو اس کی بچپن کی زندگی میں اجاگر تھے وہ زندگی کے بعد والے حصہ میں خوب نکھر کر سامنے آئے: ذہانت، عاجزی، دوسروں کو علم سکھانا، اپنے وطن سے محبت اور مذہبی رجحان۔ یقیناً وہ باقی ماندہ انسانوں سے ایک گز اونچا تھا۔

مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب

دیرینہ خادم سلسلہ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب (ر) مربی سلسلہ ابن حضرت فضل کریم صاحبؓ 23 ستمبر 2004ء کو یوسٹن امریکہ میں بعمر 76 سال وفات پاگئے۔ آپ مورخہ 23 مارچ 1928ء کو گوجرانوالہ شہر میں پیدا ہوئے۔ میٹرک 1944ء میں اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ سے کیا۔ 1950ء میں جامعہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد عملی خدمات کا آغاز کیا۔ بیرون ملک دینی خدمات کی تفصیل یوں ہے کہ سری لنکا میں 1951ء تا 1958ء بطور مبلغ انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک میں 1959ء تا 1960ء اور ماریشس میں 1960ء تا 1962ء اور 1966ء تا 1970ء بطور مبلغ انچارج خدمت بجالائے جبکہ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں 1974ء تا 1976ء خدمت کی سعادت پائی۔ اسی طرح مرکز سلسلہ ربوہ میں جن مختلف شعبہ جات میں خدمات کا موقع ملا اُن میں استاد جامعہ احمدیہ 62ء تا 66ء اور 76ء تا 78ء، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں 70ء تا 74ء اور 76ء تا 82ء، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین 89ء تا 94ء اور ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی 94ء تا 99ء۔

آپ کی زوجہ اولیٰ مکرمہ مبارکہ نسرین صاحبہ مرحومہ بنت مکرم عبدالغنی درویش صاحب قادیان تھیں جن کے بطن سے تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی (سابق اسیر راہ مولیٰ ساہیوال) بھی آپ کے فرزند ہیں۔ آپ کی اہلیہ ثانی مکرمہ نجمہ منیر صاحبہ مرحومہ کے بطن سے اولاد نہیں ہوئی۔ مرحوم کی میت امریکہ سے ربوہ لے جائی گئی جہاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

چند احمدی رسائل وجرائد

☆ 2005ء کے آغاز کے ساتھ جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ وٹوباگو نے احمدیہ لٹریچر میں ایک نیا اضافہ کرتے ہوئے اپنے ششماہی رسالہ ’’الذکر‘‘ کا اجراء کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت بابرکت فرمائے۔ انگریزی زبان میں شائع ہونے والے، A5 سائز کے 48 صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں متعدد علمی مضامین اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ ارشادات شامل ہیں۔ مقامی پروگراموں کی رپورٹس بھی شائع کی گئی ہیں۔ یہ رسالہ مکرمہ زاہدہ ابراہیم صاحبہ کی ادارت میں شائع ہورہا ہے۔

☆ جماعت احمدیہ کے مرکزی انتظام اور مختلف ممالک کی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے کثیر تعداد میں اخبارات و رسائل شائع ہورہے ہیں۔ اگرچہ اکثر رسائل باقاعدگی سے ہمیں موصول ہورہے ہیں تاہم ان میں شائع ہونے والے مضامین کا احاطہ ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں بہت کم کیا جاسکا ہے۔ امسال جون 2005ء تک ہمیں موصول ہونے والے چند رسائل کا ذکر بطور شکریہ درج ذیل ہے: (باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ تنزانیہ کا اخبار "Mapenzi Ya Mungu" (مدیر: عبدالرحیم نصیبو صاحب)، جماعت احمدیہ سپین کا ’’البشارت‘‘ (ایڈیٹر ملک طارق محمود)، جماعت احمدیہ جرمنی کا ’’احمدیہ بلیٹن‘‘ (ایڈیٹر سید مدثر احمد شاہ صاحب)، مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا سہ ماہی ’’النداء‘‘ (مدیر اعلیٰ: محمد آصف منہاس صاحب، مدیر انگریزی: مبشر احمد صاحب)، مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کا سہ ماہی ’’المصباح‘‘ (ایڈیٹر اردو: رانا مبشر محمود صاحب، ایڈیٹر نارویجن: فیصل سہیل صاحب)، مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کا ’’الخادم‘‘ (ایڈیٹر Kemo Sonko)، مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا ’’طارق‘‘ (مدیر انگریزی: طارق احمد بی ٹی صاحب، مدیر اردو: محمود احمد ملک)، جماعت احمدیہ امریکہ کا ماہنامہ ’’النور‘‘ (مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد صاحب، مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب)، جماعت احمدیہ برطانیہ کا ماہنامہ ’’اخبار احمدیہ‘‘ (ایڈیٹر اردو: محمود احمد ملک، ایڈیٹر انگریزی: ولید احمد صاحب)، جماعت احمدیہ بیلجئم کا ماہنامہ ’’السلام‘‘ (مدیر اعلیٰ: نصیر احمد شاہد صاحب، مدیر: اعجاز احمد صاحب)، جماعت احمدیہ کینیڈا کا ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ (مدیر اعلیٰ: حسن محمد خان عارف صاحب، مدیر: ہدایت اللہ ہادی صاحب)۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday September 23 , 2005 | Issue No. 38

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

بینزہائیم(Bensheim) میں مسجد بشیر کا سنگ بنیاد، جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کا معائنہ اور کارکنان سے خطاب، خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح، احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن جرمنی کے ساتھ میٹنگ اور طلباء کو نہایت اہم زرّیں ہدایات۔

اس تعلیمی ماحول میں جہاں فیس اور تعلیمی اخراجات کم ہیں یہ ناشکری ہوگی اگر ہمارے طلباء تعلیم کی طرف توجہ نہ دیں۔جماعت کو ہر فیلڈ میں سائنسدان چاہئیں۔جن طلباء میں پوٹینشل ہے وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔

25اگست2005ء بروز جمعرات:

علی الصبح ساڑھے پانچ بجے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی رہائش گاہ سے مسجد میں تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی اور اس طرح سے آج بروز جمعرات کی مصروفیات کا آغاز ہوا۔آج پہلے پہر حضور اقدس اپنی رہائشگاہ پر دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔تاہم دو بجنے میں پانچ منٹ پر مسجد میں تشریف لاکر نمازِ ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں اور شام پانچ بجے حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی کو رونق بخشنے کے لئے مع افرادِ قافلہ جلسہ گاہ بمقام مئی مارکیٹ من ہائیم تشریف لے گئے اور جلسہ کے اختتام تک وہیں فروکش رہے۔من ہائیم جاتے ہوئے راستہ میں Bensheim نامی شہر میں حضور کا قافلہ رکا جہاں حضور اقدس نے ایک نوخریدکردہ قطعہ اراضی پر مسجد بشیر کا سنگ بنیاد رکھا۔

بینزہائیم(Bensheim) میں مسجد بشیر کا سنگ بنیاد

فرانکفورٹ سے جانبِ جنوب قریباً68 کلومیٹر کے فاصلہ پرواقع Bensheim نامی شہر میں جماعت احمدیہ جرمنی کو سو مساجد منصوبہ کے تحت تعمیر مسجد کے لئے ایک قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔آج مقامی احباب جماعت خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ ان کے پیارے آقا اُن کے حلقہ میں تعمیر کی جانے والی مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کے سلسلہ میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے ان کے شہر کو برکت بخشنے آرہے تھے۔حضور پُرنور کے استقبال کے لئے خوبصورت لباس میں ملبوس بچے شیریں آواز میں استقبالیہ نظمیں پڑھ رہے تھے، کثیر تعداد مقامی احباب وخواتین کے علاوہ جلسہ سالانہ کے لئے دیگر ممالک سے تشریف لائے ہوئے مہمانان کرام بھی حضور کے لئے چشم براہ تھے،اس وقت ہلکی ہلکی بارش بھی ہونے لگی تھی جو ساری تقریب کے دوران بھی اللہ کی رحمت بن کر جاری رہی۔

حضور پُرنور کا قافلہ ٹھیک چھ بجے یہاں پہنچا تو ریجنل امیر مکرم محمود احمد صاحب اور مقامی صدر جماعت مکرم حمید احمد خالد صاحب کو استقبال کرنے کی سعادت ملی، دو بچوں نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھول پیش کر کے اطفال وناصرات کی نمائندگی میں استقبال کیا۔حضور انور مقامی عہدیداران سے گفتگو فرماتے ہوئے اُس مارکی میں تشریف لائے جہاں ایک مختصر سا سٹیج بنایا گیا تھا تو حضور کی اجازت سے محترم امیر صاحب جرمنی نے تعارفی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کرنے کے لئے مکرم حافظ عمیر احمد صاحب کو بلایا۔اردو اور جرمن ترجمہ ہوچکا تو محترم امیر صاحب جرمنی نے اس مسجد کے بارے میں حضور انور اور حاضرین کو تفصیلات بتائیں۔آپ نے بتایا کہ 137000 یورو کی مالیت سے گیارہ فروری 2004ء کو خریدے جانے والے اس قطعہ زمین پر ہمیں25مارچ 2005ء کو مسجد تعمیر کرنے کی اجازت ملی۔1000مربع میٹر کے اس قطعہ زمین پر 190مربع میٹر مسقّف حصہ تعمیر کیاجائے گا جس میں 180 نمازیوں کے لئے گنجائش ہوگی، انشاء اللہ۔محترم امیر صاحب نے بعض مقامی لوگوں کی طرف سے اس مسجد کی تعمیر کے خلاف احتجاج اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہوجانے والی صورت حال کے حوالہ سے حضور اقدس کی خدمت میں درخواست دعا بھی کی۔

تعارفی تقریب کے بعد حضور اقدس مسجد کے نقشہ کے مطابق محراب والی جگہ پر تشریف لائے جہاں سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ٹھیک 18:15 پر حضور اقدس نے دعاؤں کے ساتھ اس مسجد کی پہلی اینٹ نصب فرمائی اور پھر حضرت بیگم صاحبہ نے بنیادی اینٹ رکھی۔آپ کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل کی:

مکرمہ صاحبزادی بی بی امتہ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان۔مکرم صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ۔مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ۔مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ۔مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن۔مکرم سیّد محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان۔مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈوکیٹ پاکستان۔مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکریٹری۔مکرم احمد حسین صاحب، درویشان قادیان کا نمائندہ۔مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی۔مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی۔مکرم سعید گیسلر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی و انچارج شعبہ ۱۰۰ مساجد۔مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی۔مکرم مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی۔مکرمہ زینت حمید صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی۔مکرم لئیق احمد منیر صاحب ریجنل مبلغ۔مکرم محمود احمد صاحب ریجنل امیر Hessen-Süd۔مکرم حمید احمد خالد صاحب صدر جماعت Heppenheim۔مکرم محمد احمد وہلے صاحب، زعیم مجلس انصاراللہ Heppenheim۔مکرم محمد قاسم صاحب، قائد مجلس خدام الاحمدیہ Heppenheim۔ مکرمہ نسرین وارث صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ Heppenheim۔مکرم عطیۃ الہادی صاحبہ ومبائع۔عزیزم شرجیل احمد خالد، بچہ وقفِ نو جماعت Heppenheim۔

دس منٹ میں یہ کارروائی مکمل ہوچکی تو حضور اقدس نے اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد حضور کی خدمت میں شیرینی پیش کی گئی جس میں سے حضور نے ایک ٹکڑی چکھی اور احباب جماعت کو سلام کرتے ہوئے بچوں کی دعائیہ الوداعی نظموں کے پاکیزہ ماحول میں یہاں سے رخصت ہوئے۔

جلسہ گاہ مئی مارکیٹ میں ورود مسعود اور معائنہ انتظامات جلسہ

۲۵/اگست ۲۰۰۵ء کو سات بجے شام سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے لئے مئی مارکیٹ من ہائیم میں رونق افروز ہوئے اور ۲۸/اگست کی شام تک مع افرادِ قافلہ یہیں فروکش رہے۔حضور اقدس یہاں پہنچنے کے بعد اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے اور 19:15 پر معائنہ انتظامات جلسہ کے لئے باہر تشریف لائے۔حضور انور جلسہ کے مہمانوں کے لئے بڑی محنت اور خوبصورتی سے تیار کئے گئے استقبالیہ دروازہ سے داخل ہوکر سب سے پہلے نمائشگاہ میں تشریف لے گئے پھر مختلف دفاتر اور شعبوں سے ہوتے ہوئے لنگر خانہ میں پہنچے تو یہاں کارکنان نے حضور کا پرجوش استقبال کیا۔ایک کارکن نے بڑے سائز کا ایک کیک بنا کر میز پر سجار کھا تھا جسے حضور نے کاٹا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کارکنان میں تقسیم کئے۔ اس کے بعد حضور نے کھانا پکوائی کے انتظامات کا جائزہ لیا اور لنگر کے مختلف حصوں میں تشریف لے جاکر برتن دھونے، پیاز کاٹنے جیسی خودساختہ مشینوں کو ملاحظہ فرمایا۔حضور نے خیمہ جات کے معائنہ کے دوران خاص دِلچسپی کا اظہار فرمایا اور بعض خیموں کو اہل خیمہ کی موجودگی میں اندر سے ملاحظہ فرمایا اور اِنتظامیہ سے انہیں مہیا کی جانے والی سہولتوں کے بارے میں دریافت کیا۔اس معائنہ کے دوران محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی اور افسر جلسہ سالانہ مکرم زبیر خلیل صاحب حضور اقدس کے اِستفسار پر اعداد وشمار اور حقائق پیش کرتے رہے۔حضور اقدس معائنہ کے لئے مستورات کے جلسہ گاہ میں بھی تشریف لے گئے اور صدر لجنہ جرمنی محترمہ زینت حمید صاحبہ نے حضور کے ساتھ جلسہ گاہ کا دورہ کرایا۔

معائنہ کے اختتام پر حضور انور مئی مارکیٹ کے بڑے ہال میں تشریف لائے جہاں جملہ کارکنان اپنے اپنے شعبوں کی ترتیب کے ساتھ U شکل میں کھڑے تھے، حضور اقدس ان کے سامنے سے ہوتے ہوئے ہر شعبہ کے انچارج کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے تو سوا آٹھ بجے تلاوت قرآن مجید سے ایک مختصر سے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا، یہ تلاوت مکرم حافظ عبدالحمید صاحب نے کی۔تلاوت کے بعد حضور نے یہاں جمع کارکنان سے خطاب فرمایا۔

کارکنان جلسہ سے خطاب

حضور اقدس نے اپنے خطاب میں تشہد وتعوذ اور سورة فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جلسہ کی انتظامیہ نے جلسہ کا جو پروگرام شائع کیا ہے اُس پر تفصیلی ہدایات شائع کی ہیں، اُن ہدایات کو غور سے پڑھیں، وہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ان کے علاوہ اِس وقت میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے مامور کئے گئے ہیں، اِس لئے بے نفس ہوکر خدمت کریں۔ اس ضمن میں ایک نواحمدی جنہوں نے 1995ء میں بیعت کی تھی کے خط کا ذکر فرمایا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جلسہ کے موقع پر رہائش کے حوالہ سے انہیں پریشانی تھی کہ کیا بنے گا۔مگر رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر دائرہ سا بننے لگا ہے اور وہ بڑھتا چلا جاتا ہے پھر اس دائرہ میں سے کوئی چیز نکل کر اُترنے لگتی ہے، غور کرتے ہیں تو وہ قرآنی آیات ہوتی ہیں۔اس پر انہیں تسلی ہوگئی اور انہوں نے جلسہ کے دوران رہائش سے خوب لطف اٹھایا۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ جلسہ کے دوران دعاؤں پر خاص زور دیں، نمازوں کی ادیگی کی طرف توجہ کریں، بیشک جمع کر کے پڑھیں مگر وقت پر ادا کرنی بہت ضروری ہیں۔ منتظمین اور ناظمین باقاعدہ نمازوں میں حاضر ہوں اور جلسہ کے دوران بازار مکمل طور پر بند ہونا چاہئے۔آپ کا یہاں آنے کا مقصد Shopping نہیں ہونا چاہئے۔اس بارہ میں شعبہ تربیت اور حفاظت اپنی ذمہ داری پورے طور پر

باقی صفحہ نمبر11 پر ملاحظہ فرمائیں